REGD NO P. 67

اخبار احمدیہ

ربوہ ۱۰ جون بوقت ۱۰ بجے صبح سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق اخبار الفضل میں شائع شدہ آج کی رپورٹ مظہر ہے کہ:
کل حضور کی طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے نسبتاً بہتر رہی اس وقت بھی طبیعت اچھی ہے۔
احباب جماعت خاص توجہ اور التزام سے دعائیں کرتے رہیں کہ مولا کریم اپنے فضل سے حضور کو صحت کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے۔ آمین
ربوہ ۱۰ جون۔ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی کی صحت کے متعلق اطلاع مظہر ہے کہ طبیعت بے چین اور کمزور ہے۔ انتڑیوں میں سوزش ہے۔ احباب جماعت دعائیں جاری رکھیں کہ اللہ تعالیٰ حضرت ممدوح کو شفائے کامل و عاجل عطا فرمائے۔ آمین
قادیان ۱۱ جون۔ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ مع اہل و عیال بفضلہ تعالیٰ خیریت سے ہیں۔ الحمدللہ۔

قادیان کے احمدیہ ایریا کے متعلق مرکزی محکمہ بحالیات کا غیر منصفانہ نوٹس

(۱ز)

لوکل انجمن احمدیہ قادیان کا اظہار تشویش اور ذمہ دارانہ ارکان حکومت سے منصفانہ حل کی پُرزور اپیل

قادیان ۱۱ جون۔ احمدیہ محلہ قادیان (جس کے اندر جماعت احمدیہ کے مقدس پیشوا اور ان کے خلفاء کے مکانات، مساجد اور دیگر مقدس مقامات ہیں) کے متعلق صدر انجمن احمدیہ قادیان کو بتاریخ ۸ جون مرکزی محکمہ بحالیات ہند کی طرف سے اس قسم کا نوٹس موصول ہوا ہے کہ ایک ماہ کے اندر اندر حکومت کو سات لاکھ چونسٹھ ہزار سات سو نوے روپے۔ جماعت کی طرف سے ادا کئے جائیں بصورت دیگر احمدیہ ایریا کے مکانوں کو محکمہ مذکورہ بذریعہ عام نیلام فروخت کر دے گا۔ ظاہر ہے کہ اس سرد مہرانہ اور غیر منصفانہ نوٹس تمام افراد جماعت کے لئے لازماً انتہائی پریشان کن اور بیحد تشویش کا موجب ہے۔ چنانچہ اس خبر سے مقامی احباب کو انتہائی غم اور پریشانی ہوئی۔ اور آج ایک بجے دوپہر کو مقامی جماعت کا ایک غیر معمولی اجلاس زیر صدارت محترم مولانا عبدالرحمان صاحب فاضل امیر جماعت احمدیہ قادیان مسجد مبارک میں منعقد ہوا جس میں مقامی احباب جماعت کی طرف سے محکمہ بحالیات کے اس غیر دانشمندانہ نوٹس پر انتہائی تشویش اور پریشانی کا اظہار کیا گیا۔ اور متفقہ طور پر ایک قرارداد کے ذریعہ ذمہ دار ارکانِ حکومت سے منصفانہ حل کی پُرزور اپیل کی گئی — پیش کردہ قرارداد کا متن حسب ذیل ہے:-

قادیان جماعت احمدیہ کا مقدس مرکز ہے۔ اور جائنٹ سٹاک کمپنیز ایکٹ کے ماتحت صدر انجمن احمدیہ قادیان ایک رجسٹرڈ خیراتی و مذہبی ادارہ ہے۔ جماعت احمدیہ کے اس مقدس مرکز کو دنیا میں انٹرنیشنل پوزیشن حاصل ہے اور دنیا کے مختلف گوشوں میں بسنے والے احمدیوں کے دلوں میں اپنے روحانی مرکز قادیان سے والہانہ محبت ہے۔ اور حکومت یا افراد کی طرف سے کوئی ایسا قدم جو مرکز احمدیت کی سالمیت کے منافی ہو۔ اس سے ہر احمدی کا دل دکھتا اور پریشانی لاحق ہوتی ہے۔ جماعت احمدیہ اپنی روایتی وفاداری اور پُرامن تعلیم کے لئے مشہور ہے۔ اور احمدی افراد ہر طرح حکومت کے ساتھ تعاون کرنا اپنا مذہبی فرض سمجھتے ہیں۔ اور حکومت کا بھی ہمارے متعلق یہی خیال ہے۔ جماعت احمدیہ کے افراد ہر ممکن طریق پر دوسرے لوگوں کے ساتھ بھی محبت اور احترام کے طریق پر رہتے ہیں۔ لیکن پھر بھی وقتاً فوقتاً بعض افسران یا دوسرے لوگوں کی طرف سے سیکولر پالیسی کے خلاف ہمیں تکالیف پہنچتی رہتی ہیں چنانچہ ۱۹۵۱ء میں صدر انجمن احمدیہ قادیان کے خلاف محکمہ کسٹوڈین کی طرف سے یہ نوٹس جاری ہوا کہ کیوں نہ اس کو ایویکوی قرار دیدیا جائے اور بنکوں میں جو روپیہ جمع تھا اسے بھی روک لیا گیا جس کی وجہ سے صدر انجمن احمدیہ قادیان کو کثیر اخراجات و تکالیف برداشت کرنے ہوئے عرصہ تین سال تک مقدمہ کی پیروی کرنی پڑی جس کے بعد صدر انجمن احمدیہ قادیان کے حق میں فیصلہ ہو گیا۔ لیکن عملی طور پر کوئی جائداد ۱۹۵۸ء تک صدر انجمن احمدیہ کو واپس نہیں ہوئی۔

مارچ ۱۹۵۰ء میں جماعت کے ایک مرکزی وفد نے جناب پنڈت جواہر لال صاحب نہرو وزیر اعظم ہندوستان سے ملاقات کی جس کے بعد محکمہ متعلقہ کی طرف سے عرصہ تیرہ سال بعد صدر انجمن احمدیہ کی جائدادوں کے متعلق واگذاری کے احکام ملنے شروع ہوئے لیکن ابھی تک ان جائدادوں کے تیرہ سالوں کے کرایوں اور آمدنی کا کوئی تصفیہ نہیں ہوا۔ صدر انجمن احمدیہ قادیان کے پیش کردہ اندازہ کے مطابق انجمن کی کئی کروڑ روپے کی جائدادیں جس میں ادارہ جات اور زرعی زمینیں بھی شامل ہیں۔ گذشتہ تیرہ سالوں کے کم از کم چودہ لاکھ روپے بنتے ہیں۔

(باقی صفحہ ۱۲ پر)

طابع صلاح الدین ایم۔ اے پرنٹر و پبلشر نے رانا آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائٹر صدر انجمن احمدیہ قادیان

ہفت روزہ بدر قادیان ——— مورخہ ۱۳ جون ۱۹۶۳ء

اسلام میں کشف و الہام کا بلند مقام

(۲)

ہم ابتداء میں اس بات کو واضح کر چکے ہیں کہ اسلام نے بمقابلہ دیگر مذاہب کے خدا تعالیٰ کے ساتھ بندہ کا ہمکلام ہونا اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک بندہ پر غیر معمولی بشارت کے ساتھ فرشتوں کا نزول نہایت ہی خوبی کے طور پر بیان کیا ہے۔ مگر افسوس کہ اس اہم امر کے متعلق جناب صوفی نذیر احمد صاحب کاشمیری کا طرح طرح کے شکوک و شبہات پیش کر رہے ہیں۔ اور جناب صوفی صاحب کا یہ کہنا کہ

"ہمارے سابقین امت کا پاستہ عقیدہ رہا ہے کہ ایک امتی کا اجتہاد و نظر ہو یا کشف و الہام وہ خطا و صواب دونوں کا احتمال رکھتا ہے"

بجائے خود محل نظر ہے۔ کیونکہ اجتہاد و نظر کو کشف و الہام کے برابر قرار دینا صوفی صاحب یا ان کے ہمخیالوں کی سخت غلطی ہے۔ حالانکہ ان میں زمین و آسمان کا فرق ہے اجتہاد و نظر سراسر ایک بندہ کا فعل ہے۔ لیکن کشف و الہام کا تعلق (بشرطیکہ وہ حقیقی ہوں) اللہ تعالیٰ کی ذات سے ہوتا ہے۔ اور ظاہر ہے کہ حقیقی کشف و الہام تو سراسر صواب ہی صواب ہے۔ اس میں خطا کا پہلو تو ہوتا ہی نہیں۔ آپ یہ تو کہہ سکتے ہیں کہ فلاں بزرگ کو اپنے فلاں کشف و الہام کے سمجھنے میں غلطی لگ گئی۔ لیکن یہ بات ہرگز ہرگز صحیح نہیں کہ فلاں بزرگ کا فلاں کشف یا فلاں الہام خطا پر مبنی ہے۔ اسلئے کہ کشوف صحیحہ اور الہامات صادقہ کا منبع تو ذات باری تعالیٰ ہے اور وہ اصدق الصادقین ہے۔ اس کے کسی قول کو خطا پر محمول کرنا دین اسلام کے نظریات کے خلاف ہے پس صوفی صاحب کی یہ بہت بڑی غلطی ہے کہ وہ اجتہاد و نظر کو کشف و الہام کے برابر قرار دیتے ہیں یا ان کو ایک سطح پر رکھ کر اپنے مزعومہ شبہات کی بنیاد رکھتے ہیں۔

باقی رہا کسی بزرگ کا اپنے کسی کشف و الہام سے رجوع کرنا جیسا کہ صوفی صاحب اپنے مضمون میں لکھتے ہیں تو اس سے بھی مراد یہی ہے کہ اس کشف و الہام کے خاص معنے اور مطلب سے اس بزرگ نے رجوع کیا۔ جو ملہم نے اپنے اجتہاد کی بنا پر سمجھا تھا۔ ورنہ کوئی بھی سچا ملہم یہ نہیں کہہ سکتا کہ میرا الہام سچ سے (نعوذ باللہ) خطا پر مبنی تھا۔ [illegible] جناب صوفی نذیر احمد صاحب کاشمیری نے اپنے مضمون میں کشف و الہام اور اجتہاد کے مقام کو اکٹھا کر کے خلط ملط کر دیا ہے، اپنے نظریہ کو حسب ذیل الفاظ میں پیش کیا ہے۔ اور صوفی صاحب کے مضمون کا نقطۂ مرکزی بھی شاید یہی حصۂ مضمون ہے آپ فرماتے ہیں:-

"اب دین کامل کے اس ڈھانچے میں کشف و الہام یا اجتہاد و نظر کی حیثیت صرف اس قدر رہ جاتی ہے کہ ان کے ذریعہ کسی خاص موقت ضرورت پر دین و شریعت کے کسی اجمال کی تفصیل یا الہام کی توضیح ہو سکے۔ اور چونکہ اس میں خطا و صواب دونوں کا احتمال ہمیشہ رہتا ہے۔ لہٰذا متعین طور پر اس کے کسی حصے کو دوسروں کے لئے واجب التصدیق قرار دینا ناجائز ہے۔ اس سے صرف ایک استثناء ممکن ہے اور وہ یہ ہے کہ اس توضیح و تفصیل مجتہدانہ کے کسی پہلو پر صالحین امت کا اور بعد کی امت کا اجماع کامل ہو جائے جو شخص الہام و کشف یا اجتہاد و نظر کی اس حیثیت کو نہیں سمجھا وہ کسی صورت تکمیل دین و شریعت کو نہیں سمجھا"۔ (صدق جدید ۵ / ۱۲ اپریل ۱۹۶۳ء)

کاش صوفی صاحب اس موقعہ پر کشف و الہام کے مقام کی تعیین بھی زیادہ موشگافیوں میں پڑنے سے پہلے حسب ذیل حقائق پر غور کر لیتے۔

۱- امت محمدیہ میں ہر صدی کے سر پر بعثت مجددین کی حدیث کی صحت و صداقت سے غالباً صوفی صاحب کو انکار نہ ہوگا۔ اور گذشتہ صدیوں کے مجددین کی صداقت سے [illegible] ... [illegible] ... کی صداقت کے بارہ میں بھی متشکک نہ ہوں گے۔ اس سلسلہ میں صوفی صاحب کے لئے غور طلب مسئلہ یہ ہے کہ جس شخصیت کو آپ مجدد تسلیم کرتے ہیں۔ زمانے دین و شریعت کے کامل ہو جانے کے بعد وہ تجدید دین کے کام کو بجز کشف و الہام یا اجتہاد ذاتی کی روشنی کے کس پہلو سے سرانجام دے گا؟ کیا آپ کا پیش کردہ اشکال اس وقت بھی لازم نہ آئے گا کیا گذشتہ تیرہ صدیوں کے مجددین کے وقت میں علمائے امت سبھی علماء نے ان کے حق میں اجماع کامل کا مظاہرہ دکھایا؟ ——— لیکن واقعات تو اس کے خلاف ہیں۔ تاریخ اسلام اس امر پر کھلی ہوئی شاہد ناطق ہے۔

ماسوا اس کے مجدد کا منصب ہی ذاتی طور پر اس بات کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ باوجود دین و شریعت کے کامل ہو جانے کے اس زمانہ کی غالب اکثریت دین و شریعت کی بعض تعلیمات سے منحرف ہو چکی ہے اور انہی پہلوؤں کی وہ تجدید کرتا ہے۔ اور تجدید کا یہ کام قرآن کریم اور سنت نبوی کی اتباع میں کبھی تو واضح طور پر کشف و الہام کی روشنی میں انجام پاتا ہے۔ اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ مجدد وقت کو ذاتی طور پر اللہ تعالیٰ نے ایسی مجتہدانہ بصیرت عطا فرمانا ہے کہ اس کا اجتہاد اور فیصلہ ناطق سمجھا جاتا ہے۔ اس کے لئے نہ تو حضرات علماء کرام اور صوفیائے عظام کی باضابطہ تصدیق لانے کی ضرورت ہے۔ اور نہ یہ منصب عالی ان نظام ہائے ڈیموکریسی کے مشابہ ہے جن کا بادشاہ یا نام و نہاد صدر جمہوریہ کا فرمان ایک وقت کے بعد قانون نہیں بن سکتا جب تک کہ "پارلیمنٹ" اس فیصلہ پر صاد نہ کرے۔

معلوم ہوتا ہے جناب صوفی صاحب بے لاشعوری طور پر دماغ میں معترض کے ایسے نظام کا بڑا اثر ہے جس کے تحت وہ دین حنیف پر بھی ایسی ہی لایعنی صورت حال ٹھونسنا چاہتے ہیں۔ حالانکہ ایسے مقدس افراد تو حضرت احدیت سے روحانی بادشاہت [illegible] بادشاہت میں فل پاور بادشاہ کی حیثیت رکھتے ہیں۔ جن کا ہر حکم سند ہوتا ہے۔ اور ہر اجتہاد قابل قبول۔

۲- قرآنی تعلیم اور احادیث نبویہ (جن کے چند حوالے اوپر درج ہو چکے ہیں) کی روشنی میں چودھویں صدی کا مجدد تو مسیح موعود اور مہدی معہود قرار دیا گیا ہے۔ جن کی نسبت حکماً عدلاً کے لفظ ان کی عالی مقام کو ظاہر کرتے ہیں۔

اب غور فرمائیے کہ کیا یہ تعجب انگیز امر نہ ہوگا کہ جب چودھویں صدی کے مجدد اور مصلح کو حکم قرار دیا گیا اور امت کی اس زمانے میں اس کی اطاعت کی تاکید کی گئی اور اس کے فیصلہ جات کو ناطق قرار دیا گیا۔ مگر صوفی نذیر احمد ہیں کہ حکم و عدل کے اوپر ایک اور خود ساختہ حکم مقرر فرما رہے ہیں!! اور منطقی ہوتے ہوئے دور اور تسلسل لازم آنے والی بات پیش کر رہے ہیں۔ جو بجائے خود فلاسفہ کے نزدیک باطل ہے

چونکہ صوفی صاحب کے زیر نظر مضمون کا اصل نشانہ حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کے الہامات ہیں۔ اسلئے اوپر کی چند دلیل بیان کرنے کے بعد حضرت کی مشہور پیشگوئی "درباره نکاح محمدی بیگم" پر معترض ہوتے ہیں۔ حالانکہ اس پر بارہا بحث ہو چکی ہے اور واقعات اس کی صداقت کی گواہی پیش کر چکے ہیں۔ بالعموم صوفی نذیر احمد صاحب نے اپنی مجوبہ پسند طبیعت کے تحت اس سلسلہ میں نئی نئی نکتہ آفرینی کے تصور کی فیصلہ بھی ذکر کیا ہے۔ آپ لکھتے ہیں:-

"محترمہ محمدی بیگم کے متعلق مرزا صاحب کا شہرہ آفاق الہام ہے کہ ان سے مرزا صاحب کا نکاح آسمان پر ہو چکا ہے۔ اور وہ مرزا صاحب کی اہلیہ ہیں یا ہونے والی ہیں لیکن ظاہری دنیا میں ہوا یہ کہ محمدی بیگم کا نکاح ایک دوسرے مسلمان سے ہو گیا۔ مرزا صاحب سے نہیں ہوا۔ اب خالص شرعی اعتبار سے بالکل واقعاتی انداز پر اس سادہ سے سوال کو دیکھا جائے تو مرزا صاحب کے الہام کی دینی حیثیت خود متعین ہو جائے گی۔

فرض کیجئے کہ امام ابو حنیفہ، امام مالک، امام شافعی اور امام احمد رحمہم اللہ جیسے دینی ججوں کا ایک فل بنچ آج بٹھایا جائے اور ان سے سوال کیا جائے کہ محمدی بیگم کس کی اہلیہ ہو سکتی ہیں؟..."

افسوس صوفی صاحب خود ایک عالم اور منطقی ہوتے ہوئے اس بات کو بھول جاتے ہیں کہ کشف و الہام کی صورت کو ظاہری اور خارجی امور کے ساتھ ملا کر پیش کرنا ایک مدعی کا منطقی قیاس تو ہے۔ ایک حکیم و لبیب کی پختہ دلیل نہیں کہا سکتا بہتر تھا کہ صوفی صاحب تقویٰ اور خشیت اللہ سے کام لیتے ہوئے اس پیشگوئی کو تحقیق کی نظر سے دیکھتے۔ تب انہیں معلوم ہو جاتا کہ حضرت مرزا صاحب نے محترمہ موصوفہ کے نکاح کے سلسلہ میں بالہام الٰہی پیشگوئیاں زبانی کی تھیں ان کے تمام پہلو خدا کے فضل سے نہایت صفائی سے پورے ہوئے۔

یہ پیشگوئی جس کی بارہا تشریح و توضیح کی جا چکی ہے۔ بدر حقیقت بانی سلسلہ احمدیہ کے بعض بے دین رشتہ داروں کو خدا تعالیٰ کی طرف متوجہ کرنے کے لئے کی گئی تھی اور محترمہ محمدی بیگم صاحبہ کا نکاح تو ایک ضمنی شاخ تھا جو بہت سی شرطوں سے مشروط تھا۔ جن کے متحقق ہونے کے بعد ہی نکاح کا انعقاد بتایا گیا تھا۔ جب ان شرطوں میں سے بعض شرطیں باقی نہ رہیں تو نہ خارج میں نکاح ہوا اور نہ یہ امر عند العقلاء محل اعتراض ہو سکتا ہے!!

چنانچہ باوجود مہلت انتباہ کے جب محمدی بیگم کے والد نے اپنی بیٹی کی شادی کسی دوسری جگہ کر دی۔ تو مرزا احمد بیگ لڑکی کا والد حسب پیشگوئی ٹھیک ۶ ماہ کے اندر اندر فوت ہو گیا۔ اس واضح نشان کو دیکھ کر لڑکی کے خاوند (مرزا سلطان محمد صاحب) نے عبرت حاصل کی اور اپنے خاندان کے دیگر بے دین افراد کی طرح اس نے مطلقاً بے باکی کا اظہار نہیں کیا۔ بلکہ

(باقی صفحہ ۸ پر)

معارف قرآن

روحانی جماعتوں کی ترقی ابتلاؤں کے آنے پر ہی موقوف ہے

ابتلاؤں کے وقت جب مومنوں کو دعا کی تحریک ہوتی ہے تو خدا تعالیٰ آسمان سے اپنی نصرت نازل فرما دیتا ہے

مَتٰى نَصْرُ اللّٰهِ کی لطیف تفسیر

از سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَاْتِكُمْ مَّثَلُ الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِكُمْ ؕ مَسَّتْهُمُ الْبَاْسَآءُ وَالضَّرَّآءُ وَزُلْزِلُوْا حَتّٰى يَقُوْلَ الرَّسُوْلُ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ مَتٰى نَصْرُ اللّٰهِ ؕ اَلَآ اِنَّ نَصْرَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ

اس آیت میں اُن

ابتلاؤں کی طرف اشارہ

ہے جو مسلمانوں پر آنے والے تھے چونکہ اس سے پہلے یہ بتایا گیا تھا کہ جب دنیا پر ظلمات چھا جاتی ہے تو اُس وقت خدا تعالیٰ کی طرف سے کوئی نبی آتا ہے جس کی لوگ مخالفت کرتے ہیں۔ اس لئے اب فرماتا ہے کہ تم یہ مت سمجھو کہ بغیر ابتلاؤں کے تم ترقی کر جاؤ گے تمہاری ترقی ابتلاؤں کے آنے پر ہی موقوف ہے جیسا کہ

پہلوں کی ترقی کا باعث

بھی ابتلا ہی ہوئے چنانچہ اس کا نقشہ کھینچتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مَسَّتْهُمُ الْبَاْسَآءُ وَالضَّرَّآءُ وَزُلْزِلُوْا حَتّٰى يَقُوْلَ الرَّسُوْلُ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَتٰى نَصْرُ اللّٰهِ انہیں مالی مشکلات بھی پیش آئیں، روحانی بھی اور وہ سر سے پاؤں تک ہلا دیئے گئے۔ اور اُن پر اس قدر ابتلاء آئے کہ آخر اُس وقت کے رسول اور مومنوں کو دعا کی تحریک پیدا ہو گئی۔ اور وہ پکار اُٹھے کہ اے خدا تیری مدد کہاں ہے

اس آیت کے متعلق سوال

پیدا ہوتا ہے کہ کیا اللہ تعالیٰ کے انبیاء اور اُس کے پاک بندے بھی کسی وقت اللہ تعالیٰ کی مدد سے ایسے مایوس ہو جاتے ہیں کہ انہیں متٰی نصر اللہ کہنا پڑتا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ مایوسی کا لفظ تو ہادی النظر میں پیدا ہوتا ہے۔ اُس سے انبیاء اور اُن پر ایمان لانے والے کا دامن پاک ہوتے ہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّهٗ لَا يَايْـَٔسُ مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ اِلَّا الْقَوْمُ الْكٰفِرُوْنَ (یوسف آیت ۸۸) کہ صرف کافر ہی خدا تعالیٰ کی رحمت سے نا امید ہوتے ہیں۔ بات یہ ہے کہ عربی زبان کا قاعدہ ہے کہ جب مَتٰى کا لفظ بولیں تو اس سے مراد مایوسی نہیں ہوتی بلکہ تعیین کے لئے ایک درخواست ہوتی ہے اور مقصد یہ ہوتا ہے کہ فلاں بات کے لئے ایک وقت مقرر فرما دیا جائے۔ ایسا ہی اس جگہ متٰی نصر اللہ کے یہ معنے نہیں کہ وہ مایوسی کا شکار ہو کر ایسا کہتے ہیں بلکہ درحقیقت ان الفاظ میں وہ یہ درخواست کرتے ہیں کہ الٰہی اس بات کی تعیین فرما دی جائے کہ وہ مدد کب آئے گی گویا مزید اطمینان کے لئے وہ آنے والی نصرت کے وقت کی تعیین کروانا چاہتے ہیں۔ اور چاہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی مدد نازل ہو۔ یہ دعا کا ایک مؤثر طریق ہے۔ اور اس میں یہ اشارہ مخفی ہے کہ اُن پر اس قدر ابتلا آئے کہ وہ ہلا دیئے گئے اور اُن میں دعا کی تحریک پیدا ہو گئی۔ اور ابتلاؤں کی بڑی غرض یہ بھی ہوتی ہے کہ خدا تعالیٰ سے تعلق مضبوط ہو۔ جب مومنوں کو

دعا کی تحریک

ہوتی ہے تو خدا تعالیٰ آسمان سے اپنی نصرت نازل فرما دیتا ہے اور اُن کے مصائب کا خاتمہ کر دیتا ہے۔

مگر اس کے علاوہ متٰی کے معنے "کُتنی" کے بھی ہوتے ہیں۔ ان معنوں کے لحاظ سے اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ یہ زلزلہ جو کفار کے ہاتھوں سے ہم نے پیدا کیا اُس کی غرض یہی تھی کہ ہمارے بندے ہم سے مانگیں اور ہم اُن کو دیں پس مانگنے کی طرف توجہ پھیرنے اور اپنی قوتِ فضل کو ظاہر کرنے کے لئے اُس وقت ہم چپ رہے جب تک کہ اُن کے دلوں میں دعا کی زور سے تحریک پیدا ہوئی۔ اور یہ تحریک ہم نے خود کروائی تاکہ ایک طرف اُن کے دلوں میں اللہ تعالیٰ کی محبت بڑھے اور دوسری طرف جب اللہ تعالیٰ کی نصرت معجزانہ طور پر آئے تو اُن کے ایمان بڑھیں اور کفار میں سے جو غور کرنے والے ہوں انہیں ہدایت حاصل ہو۔ چنانچہ فرماتا ہے کہ جب یہ غرض پوری ہو جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ فرما دیتا ہے کہ لو اب ہماری مدد آ گئی۔

ابتلاؤں کے متعلق یہ امر یاد رکھنا چاہیے کہ خدا تعالیٰ

انسان کی ہمت دیکھ کر

ابتلاء ڈالتا ہے۔ یہ نہیں ہوتا کہ وہ ایسے ابتلاء انسان پر ڈالے جن کے برداشت کرنے کی اس میں طاقت ہی نہ ہو۔ ہاں انسان ایسے ابتلاؤں میں ضرور ڈالا جاتا ہے جن کے متعلق وہ غلطی سے خیال کر لیتا ہے کہ میں ان کو برداشت نہیں کر سکوں گا۔ لیکن اُس کا یہ خیال درست نہیں ہوتا۔ وہ ان کو برداشت کرنے کی طاقت رکھتا ہے۔ اسی لئے خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا یعنی خدا تعالیٰ نے کسی پر ایسا بوجھ نہیں ڈالا جس کے اُٹھانے کی اُس میں طاقت نہ ہو۔ بوجھ ہمیشہ وہی ڈالا جاتا ہے جس کے اُٹھانے کی انسان میں طاقت ہوتی ہے۔ سوائے اس کے کسی قوم کو تباہ کرنے کا منشاء ہو۔ ورنہ جو ابتلاء کسی جماعت کی ترقی کے لئے ہوتے ہیں۔ وہ طاقتِ برداشت سے باہر نہیں ہوتے۔ ہاں مومن بعض دفعہ خیال کر لیتا ہے کہ وہ اس کی طاقت سے باہر ہیں مگر یہ اس کی غلطی ہوتی ہے۔ جب مومن ایک ابتلاء کو برداشت کر لیتا ہے۔ اور اس کے دل میں کسی قسم کا شکوہ پیدا ہونے کی بجائے شکر و امتنان کا جذبہ پیدا ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ نے اپنے فضل سے مجھے اتنی طاقت دی کہ میں نے اُسے برداشت کر لیا تب اس کا ایمان اور بھی پختہ ہو جاتا ہے اور وہ اس سے بڑے بڑے ابتلاء برداشت کرنے کے لئے تیار ہو جاتا ہے غرض جوں جوں انسان دلیر ہوتا جاتا ہے اُس کا قدم آگے بڑھتا جاتا ہے اس طرح ایک تو اسے اپنے

ایمان کی پختگی

کا پتہ لگ جاتا ہے۔ دوسرے قربانیوں کے میدان میں اُسے دوسروں سے آگے بڑھنے کا موقعہ مل جاتا ہے اور وہ ترقی کر جاتا ہے۔ غرض

ابتلاء کے دو فائدے

ہوتے ہیں۔ اوّل یہ کہ ان کو اپنی حالت کا پتہ لگتا ہے کہ خدا تعالیٰ کی راہ میں اُس کی جان کس قدر تکلیف اُٹھا سکتی ہے۔ دوسرے اُس میں آگے قدم بڑھانے کی جرأت پیدا ہوتی ہے۔ ان ابتلاؤں کا آنا ایسا ضروری ہے کہ نبیوں کی کوئی جماعت ایسی نہیں ہوئی جس پر ابتلاء نہ آئے ہوں۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ کیا تم یہ خیال کرتے ہو کہ وہ جنت جس کی وسعت کا اندازہ بھی تم نہیں لگا سکتے۔ تمہیں یونہی مل جائے گی یا وہ دنیوی کامیابیاں جن کا تمہیں وعدہ دیا جاتا ہے بغیر قربانیوں کے تمہیں مل جائے گی اور تم پر وہ حالت نہیں گزرے گی جو پہلوں پر گزرتی رہی۔ ایسا کبھی نہیں ہو سکتا وہ حالت ضرور آئے گی اس لئے یہ مت خیال کرو کہ تم آسانی سے کامیاب ہو جاؤ گے جب تک تم ان حالتوں میں سے نہیں گزرو گے جن میں سے پہلے لوگ گزرے اُس وقت تمہیں کامیابی حاصل نہیں ہو سکتی۔ انہیں بڑی بڑی تکالیف پہنچی تھیں جسمانی بھی اور مالی بھی۔ انہیں اپنی جائیدادیں چھوڑنی پڑیں رشتہ داروں کو ترک کرنا پڑا۔ نا حق کر کے بڑے مار میں کھائیں قتل ہوئے۔ غرض وہ

کئی رنگ میں ہلائے گئے

جس طرح زلزلہ سے عمارت کبھی دائیں طرف جھکتی ہے اور کبھی بائیں طرف اسی طرح۔ دیکھنے والے اُن کے متعلق یہی سمجھتے تھے کہ یہ اب گرے کہ گرے۔ حتیٰ کہ اُن کی تکالیف بڑھتے بڑھتے اس حد تک پہنچ گئیں کہ دشمن نے یہ خیال کر لیا کہ اب یہ گر ہی گئے ہیں اُس وقت اللہ تعالیٰ کے رسول اور مومنوں نے دعائیں کرنی شروع کیں کہ مَتٰى نَصْرُ اللّٰهِ۔ اے خدا! ابتلاء اب اس حد تک پہنچ گئے ہیں کہ ہم آپ سے درخواست کرتے ہیں کہ آپ کی مدد آئے۔ اور ہمیں کامیابی عطا کرے۔

مَتٰى نَصْرُ اللّٰهِ

کے لفظی معنے ہیں چونکہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی مدد کب آئے گی۔ اس لئے جیسا کہ اوپر بیان کیا جا چکا ہے بعض لوگ خیال کرتے ہیں کہ اُن کو خدا تعالیٰ کی مدد کے متعلق نعوذ باللہ شبہ پیدا ہو گیا تھا کہ شاید وہ آئے یا نہ آئے۔ اس لئے انہوں نے کہا کہ خدایا تیری مدد کب آئے گی۔ مگر یہ صحیح نہیں اوّل تو مَتٰی کے معنی ہمیشہ شک کے ہی نہیں ہوتے بلکہ قرآن کریم میں مَتٰی کا لفظ دو معنوں میں استعمال ہوا ہے۔ ایک یہ کہ عملاً اُن کو مشکلات پہنچیں اور دوسرے یہ کہ وہ مشکلات دل پر اثر کرنے والی نہیں تھیں صرف عملی تھیں۔ اُن کے دل مضبوط تھے۔ پس جب مشکلات کے باوجود وہ بہادر دل تھے۔ تو اُن کے متعلق کسی مایوسی کا سوال ہی پیدا نہیں ہو سکتا۔ دوسرے سوال کبھی انتظار کا رنگ بھی رکھتا ہے۔ انسان کسی سے پوچھتا ہے کہ یہ بات آپ کب کریں گے۔ تو اس کا یہ مطلب نہیں ہوتا کہ نہیں کریں گے بلکہ یہ ہوتا ہے کہ کر دیں۔ اسی طرح مریض سے جب پوچھا جاتا ہے کہ میری باری کب آئے گی۔ تو اس کے یہ معنے نہیں ہوتے کہ کبھی نہیں آئے گی بلکہ یہ ہوتا ہے کہ آ جائے۔

بدر کے موقعہ پر

جب رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ دُعا کی کہ اے خدا! اگر یہ مختصر سا گروہ بھی ہلاک ہو گیا تو دنیا میں تیری عبادت کون کرے گا۔ تو اس کے یہ معنے نہیں تھے کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو نعوذ باللہ خدا تعالیٰ پر یقین نہیں تھا بلکہ اس رنگ میں دعا کر کے آپ نے خدا تعالیٰ کی غیرت کو برانگیختہ کیا۔ اسی طرح حضرت مسیح ناصری علیہ السلام نے جب صلیب پر لٹکنے کے وقت کہا کہ ایلی ایلی لما سبقتنی یعنی اے خدا چاہیئے تو یہ تھا کہ اس مصیبت کے وقت تو میری مدد کے لئے آتا لیکن تو تو مجھے چھوڑ کر چلا گیا ہے۔ تو آپ کا مطلب یہ نہیں تھا کہ خدا تعالیٰ نے مصیبت کے وقت اُنہیں چھوڑ دیا ہے بلکہ اس کا مطلب یہ تھا کہ میرا دل گھبرا رہا ہے۔ آپ جلدی میری مدد کے لئے آ جائیں۔ پس اس رنگ میں جب دُعا کی جاتی ہے تو یہ نسبت دُعا پر عدم یقین کی وجہ سے نہیں ہوتی۔ بلکہ

خدا تعالیٰ کو غیرت دلانے کیلئے

ہوتی ہے۔ اسی طرح جب مومن کہتے ہیں مَتٰی نَصْرُ اللّٰہِ اے خدا تیری مدد اور نصرت کب آئے گی تو خدا تعالیٰ کہتا ہے شور نہ کرو میری مدد آ پہنچی۔ چنانچہ دیکھ لو رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جب فتح مکہ کے لئے تشریف لے گئے تو مکہ والوں کو خیال تک بھی نہیں تھا کہ آپ اُن پر حملہ آور ہوں گے۔ ابوسفیان خود آپ سے مدینہ میں مل کر آیا تھا۔ جب لوگوں نے آپ کا لشکر دیکھا تو بعض نے کہا کہ یہ لشکر محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ہوگا۔ اس پر ابوسفیان نے کہا کہ تم پاگل تو نہیں ہو گئے۔ میں ابھی مدینہ سے آ رہا ہوں۔ وہاں کوئی لشکر تیار نہیں تھا۔ مگر اگلے ہی چار پانچ منٹ میں مسلمان اُن کے پاس پہنچ گئے۔ اور انہوں نے ابوسفیان کو گرفتار کر لیا۔ اور دوسرے دن مکہ فتح ہو گیا۔ غرض خدا تعالیٰ کی نصرت اچانک آتی ہے اور مومنوں کو کامیاب کر دیتی ہے۔ عیسائیوں نے تین سو سال تک بڑے بڑے مصائب برداشت کئے لیکن ایک دن انہوں نے سُنا کہ روم کا بادشاہ عیسائی ہو گیا ہے۔ اور آئندہ سے ملک کا مذہب عیسائیت ہوگا۔ اور اس اعلان کے ساتھ ہی اُن کے تمام مصائب ختم ہو گئے۔

غرض مَتٰی نَصْرُ اللّٰہِ میں یہ بتایا ہے کہ مومن دعائیں کرنا شروع کر دیتے ہیں کہ الٰہی ابتلاء بڑھ گئے ہیں۔ اب تیری مدد آ جائے۔ اس کے جواب میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

اَلَآ اِنَّ نَصْرَ اللّٰہِ قَرِیْبٌ

سُنو خدا کی مدد قریب ہی ہے۔ یعنی جب ابتلاء تمہاری ترقیات کے لئے آئیں تو پھر تمہیں گھبراہٹ ہونے کا کوئی سوال نہیں ہونا چاہیئے۔ اگر تمہارے نفسوں میں خرابی ہے اور تم جانتے ہو کہ خدا تعالیٰ تمہیں سزا دینا چاہتا ہے۔ تو پھر یقیناً تمہارے لئے مدد نہیں آئے گی۔ لیکن اگر تمہارے نفسوں میں کوئی خرابی نہیں تمہارا ایمان مضبوط ہے تم تقویٰ کی راہ پر قدم مار رہے ہو۔ وساوس پر تمہیں قابو حاصل ہے تو ابتلاء تمہارے لئے خوف و خطر کا باعث نہیں ہو سکتے۔ درحقیقت ایک سچے مومن کو جب ابتلاء آتا ہے تو وہ سمجھتا ہے کہ اس ابتلاء کے ساتھ ہی خدا تعالیٰ کی مدد بھی آ رہی ہے۔ مولانا روم نے اسی مضمون کو اس طرح بیان کیا ہے کہ ؎

ہر بلا کیں قوم را حق دادہ است
زیر آں گنج کرم بنہادہ است

یعنی جب کسی قوم پر آزمائش کا وقت آتا ہے تو خدا تعالیٰ کی طرف سے اس کے نیچے انعامات کا بہت بڑا خزانہ مخفی ہوتا ہے

پس ابتلاء کسی خطرہ کا موجب نہیں ہوتے ہیں بلکہ ابتلاء کے بعد مومن کو خدا تعالیٰ اور ترقی عطا کرے گا۔ ڈر اور خوف صرف اپنے نفس کی وجہ سے ہوتا ہے پس ہمیشہ اپنے نفس پر غور کرتے رہنا چاہیئے اور دیکھنا چاہیئے کہ آیا اس میں کوئی ایسی بات تو پیدا نہیں ہو گئی جو ہماری تباہی کا باعث بن جائے اگر اس میں وساوس پیدا نہیں ہوتے۔ اگر ایمان مضبوط ہے اور دل شکر اور امتنان کے جذبات سے پُر ہے تو انسان کو خوش ہونا چاہیئے۔ کیونکہ ایسی حالت میں ابتلاء بہت بڑے انعامات کا پیش خیمہ ہوتے ہیں لیکن اگر ابتلاء آنے پر دل میں وساوس پیدا ہوں اور ایمان میں کمزوری محسوس ہو تو سمجھ لو کہ ابتلاء ترقی کا باعث نہیں بلکہ ہلاکت کا باعث ہیں۔ غرض اصل اور حقیقی ایمان وہی ہوتا ہے جو ابتلاؤں میں سے گذرنے کے بعد حاصل ہوتا ہے کیونکہ اسی کے نتیجہ میں ابدی زندگی حاصل ہوتی ہے (تفسیر سورۃ البقرہ صفحہ ۴۷۶-۴۷۷)

یوم خلافت کی تقریب پر
مختلف مقامات میں جماعتہائے احمدیہ کے کامیاب جلسے

حیدر آباد دکن،

جماعت احمدیہ حیدر آباد و سکندر آباد کے زیر اہتمام مورخہ ۲۶ رمئی ۱۹۶۲ء بروز اتوار زیر صدارت محترم سیٹھ محمد معین الدین صاحب امیر جماعت یوم خلافت کے سلسلہ میں ایک عظیم الشان جلسہ احمدیہ جوبلی ہال افضل گنج میں منعقد ہوا۔

جلسہ کا آغاز ٹھیک پانچ بجے ہوا۔ مکرم مولوی محمد صادق صاحب سیکرٹری تبلیغ کی تلاوت قرآن کریم اور مکرم محمد عبدالقیوم صاحب بی۔ اے کی نظم خوانی کے بعد تقاریر کا سلسلہ شروع ہوا۔

سب سے پہلی تقریر مکرم سید جعفر حسین صاحب ایڈووکیٹ شاد نگر کی ہوئی۔ آپ نے بتایا کہ خدا تعالیٰ انبیاء کے ذریعہ اپنے احکام نازل فرماتا ہے۔ اور اُن احکام کو انبیاء کے اور ان کی وفات کے بعد خلفاء کے ذریعہ دنیا میں جاری فرماتا ہے۔ چنانچہ حضرت نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد جب بعض منافق طبع مسلمانوں نے زکوٰۃ دینے سے انکار کیا تو اللہ تعالیٰ نے اس حکم کے اجراء کے لئے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو کھڑا کر دیا۔ اس کے علاوہ اللہ تعالیٰ اپنے انبیاء کے ذریعہ کی گئی بعض پیشگوئیاں ان کے بعد آنے والے اُن کے خلفاء کے ذریعہ پوری کرتا ہے چنانچہ حضرت نبی کریم صلعم کو اللہ تعالیٰ نے کسریٰ و قیصر کی حکومتوں کے متعلق یہ بشارت دی تھی کہ وہ دونوں حکومتیں اسلام کے جھنڈے تلے آ جائیں گی۔ لیکن یہ پیشگوئی حضرت نبی کریم صلعم کی وفات کے بعد آپ کے خلیفہ ثانی حضرت عمرؓ کے ذریعہ پوری ہوئی۔ اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مخاطب کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے یہ بشارت دی تھی کہ ”میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا“ یہ پیشگوئی واضح رنگ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خلیفہ ثانی کی زندگی میں پوری ہوئی۔ اسی طرح خلافت کی ضرورت و اہمیت کا ذکر کرنے کے بعد آپ نے بعض تربیتی امور کی طرف روشنی ڈالی۔

دوسری تقریر خاکسار کی بعنوان خلافت احمدیہ ہوئی۔ خاکسار نے قرآن کریم۔ احادیث اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات کی روشنی میں خلافت احمدیہ کی حقانیت کو ثابت کیا۔ آیۂ استخلاف کا ترجمہ اور تشریح بیان کرنے کے بعد اور خلافت علیٰ منہاج النبوت کے بارے میں آنحضرت صلعم کی پیشگوئی کا ذکر کیا۔ جس میں آپ نے اپنے بعد آنے والی اور آخری خلافت علیٰ منہاج نبوت کے متعلق پیشگوئی کی تھی۔ اس کے بعد خاکسار نے قدرت ثانیہ کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات کی روشنی میں جماعت احمدیہ میں قائم شدہ خلافت کی تشریح کی

خاکسار نے اپنی تقریر میں خلافت کی ضرورت مقاصد اور برکات کے متعلق روشنی ڈالی۔

اس جلسہ کی آخری تقریر مکرم الحاج چوہدری مبارک علی صاحب فاضل انچارج احمدیہ مسلم مشن حیدر آباد کی تھی۔ اور آپ نے امامت و خلافت کے موضوع پر اچھے پیرائے میں اور دلنشین انداز میں تقریر کی۔ ایک واجب الاطاعت امام اور ایک روحانی مرکز کے نہ ہونے کی وجہ سے موجودہ مسلمانوں کی انتشاری حالت والی حالت کا نقشہ کھینچنے کے بعد امامت کی ضرورت کا تفصیل سے ذکر فرمایا۔ آپ نے ارشاد نبوی یدُ اللّٰہِ فَوقَ الجماعۃ یعنی خدا تعالیٰ کی مدد و نصرت جماعت کے ساتھ ہی رہتی ہے کا ذکر کرتے ہوئے بتایا کہ موجودہ مسلمانوں میں کوئی مضبوط نظام اور جماعت موجود نہیں۔ اس لئے خدا تعالیٰ کی مدد و نصرت بھی ان سے اُٹھ گئی جس کے نتیجہ میں وہ اغلاط کے گڑھے میں گر پڑے ہیں

اس کے برعکس جماعت احمدیہ میں قائم شدہ خلافت کے متعلق بتاتے ہوئے فرمایا کہ آج احمدی ایک مضبوط اور مستحکم

(باقی صفحہ ۱۰ پر)

اسلام اور عیسائیت کا آخری معرکہ اور اس کا انجام

اسلام نے عیسائیت کے چاروں ستون مسمار کر دیئے

محترم جناب مولانا ابوالعطاء صاحب فاضل

دینِ کامل اسلام کا ظہور ایسے وقت میں ہوا جب شرک و کفر کا دور دورہ تھا اور سب مذاہب جو اسلام سے قبل دنیا میں قائم ہوئے تھے فساد اور خلل کی آماجگاہ بن چکے تھے۔ ان کی شکلیں مسخ ہو چکی تھیں اور وہ حقیقت سے کوسوں دور جا پڑے تھے۔ اسلام ہر مذہب کے بانی اور پیشوا کی عزت کرتا ہے اور اسے خدا کی طرف سے فرستادہ قرار دیتا ہے لیکن اس کے ساتھ وہ اس حقیقت کا بھی اعلان کرتا ہے کہ ان انبیاء کے لائے ہوئے مذاہب اور ان کی پیش کردہ الہامی کتابیں اپنی اصلی حالت پر قائم نہ رہی تھیں جس کا بڑا ثبوت یہ تھا کہ وہ ادیان اپنے شیریں ثمرات پیش کرنے سے قاصر ہو گئے تھے۔ ظاہر ہے کہ جب تک درخت زندہ ہے اس کی شاخیں پھوٹتی ہیں پتے نکلتے ہیں۔ پھول لگتے ہیں اور پھل پیدا ہوتے ہیں لیکن جب کوئی درخت پھل دینا بند کر دیتا ہے اس کے پھول مرجھا جاتے ہیں۔ اس کے پتے خشک ہو جاتے ہیں تو وہ مردہ قرار پاتا ہے یہی حال اسلام کے ظہور کے وقت ویدک دھرم، بدھ ازم، یہودیت اور عیسائیت وغیرہ مذاہب کا تھا۔ اسلام اس دعوے کیساتھ مذاہب کے مقابل پر ظاہر ہوا کہ وہ کامل سچائی کی راہ ہے اور نجات اور خدا کا قرب اس کے ذریعہ مل سکتا ہے۔ ظاہر ہے کہ یہ صورت حال دوسرے مذاہب کے پیرووں کے لئے خوشگوار نہ تھی۔ وہ جس ڈگر پر چل رہے تھے اسے چھوڑنے کیلئے تیار نہ تھے اس لئے اسلام اور دوسرے مذاہب ماننے والوں کے درمیان ایک زبردست تصادم واقع ہوا۔

عیسائیت درحقیقت کوئی نیا اور مستقل دین نہیں اور حضرت مسیح کا مشن نئے دین کا اجراء نہ تھا بلکہ بگڑے ہوئے یہودیوں کو موسیٰ کی تورات کی طرف صحیح راہنمائی کرنے کیلئے حضرت مسیح علیہ السلام مبعوث ہوئے تھے انہوں نے خود اپنے حواریوں سے کہہ دیا تھا۔

"فقیہہ اور فریسی موسیٰ کی گدی پر بیٹھے ہیں پس جو کچھ وہ تمہیں بتائیں وہ سب کرو اور مانو لیکن ان کے سے کام نہ کرو کیونکہ وہ کہتے ہیں اور کرتے نہیں۔"
(انجیل متی ۲۳)

اس سے صاف ظاہر ہے کہ عیسائیت کوئی مستقل دین نہ تھا اور حضرت مسیح ہرگز یہ منشاء نہ تھا کہ عیسائی تورات کو چھوڑ کر بالکل نئی لائنوں پر ایک نئے دین کی عمارت کھڑی کر یں لیکن ان کے بعض نام لیوا لوگوں بالخصوص پولوس نے عیسائیت کو ایسی شکل دی۔ جو تورات سے سراسر مخالف تھی یعنی تورات کی پیشکردہ توحید کی بجائے یونانیوں اور دیگر بگڑی ہوئی قوموں کے تین خداؤں کے نظریہ کو اپنایا گیا تھا۔ عبادات اور معاملات کے متعلق بھی عیسائیت نے یہودیت سے بالکل علیحدہ طریق اختیار کیا۔ اباحت اور شریعت کی پابندیوں سے آزادی کے خیال نے عیسائیوں کے اخلاق پر بھی بُرا اثر پیدا کیا۔ ظاہر ہے کہ جب کوئی شخص شریعت کو لعنت قرار دے گا تو وہ شریعت کی پیشکردہ پابندیوں اور قیود کو بھی ٹھکرا دے گا۔ اور شتر بے مہار کی سی زندگی اختیار کر لے گا۔ عیسائی اقوام کا یہی حال ہوا۔ غرض جب اسلام کا ظہور ہوا تو عیسائیت کیا بلحاظ عقائد اور کیا بلحاظ اعمال نہایت بگڑی ہوئی شکل اختیار کر چکی تھی۔ اسلام کا ظہور تمام ادیانِ باطلہ کے لئے عموماً اور پولوسی مسیحیت کے لئے خصوصاً ایک کھلا ہوا چیلنج ہے۔ اسلام نے نہایت واضح دلائل کے ساتھ عیسائیت کے جھوٹے عقائد کو بیخ و بن سے اکھاڑ دیا اور عیسائیوں کی اخلاقی حالت اور ان کی عملی برائیوں کو صراحت سے ذکر کر کے بتلایا کہ اب عیسائیت ایک خشک درخت ہے اسے تازہ پھل نہیں لگ سکتے عیسائیت سے نہ اخلاق کی اصلاح ہو سکتی اور نہ ہی ان عقائد کی پیروی سے روحانی زندگی نصیب ہو سکتی ہے۔

حضرت مسیحؑ کے بعد پولوس اور اس کے ساتھیوں نے عیسائیت کی جو عمارت تعمیر کی اس کے چار بڑے ستون ہیں۔ اوّل یہ کہ مسیح خدا کا بیٹا اور خدا تھا۔ دوسرے یہ کہ خدا تین ہیں اور اقانیم ثلاثہ میں سے ہر ایک خدا ہے۔ تثلیث عیسائیت کا دوسرا بڑا ستون ہے۔ سوم یہ کہ مسیح صلیب پر مر کر عیسائیوں کے گناہوں کو اپنے ذمہ لے کر لعنتی قرار پایا گویا مسیح کی صلیبی موت عیسائیت کا تیسرا ستون ہے۔ چہارم یہ کہ عیسائی ہونے والوں کے سب گناہ معاف ہو گئے اور ان کی بجائے مسیح ان کے گناہوں کا کفارہ ہو گئے۔ گویا یہ چار بڑے ستون تھے جن پر پولوسی عیسائیت کو کھڑا کیا گیا تھا۔ اسلام نے ان میں سے ہر عقیدہ کی غلطی اور بطلان کے ساتھ ایسی کھلی اور واضح تردید کی کہ عیسائیوں کو کوئی جواب نہ سوجھا۔ قرآن مجید نے بتایا کہ مسیح ایک عاجز انسان تھا۔ بلاشبہ وہ نبی اور رسول ضرور تھا لیکن وہ خدا یا خدا کا بیٹا نہ تھا۔ مسیح کی ولادت کے جملہ حالات اور ان کے کھانے پینے کے سب واقعات اور ان کی یہود کی طرف سے مخالفت اور ایذا دہی کا بیان اور پھر مسیح کی طبعی موت کا ذکر قرآن مجید میں اسی لئے کیا گیا ہے تا یہ ثابت کیا جائے کہ مسیح انسانوں میں سے ایک انسان اور نبیوں میں سے ایک نبی تھے نہ کم نہ زیادہ۔

پھر قرآن مجید نے اصولی طور پر خدا کے لئے ابن اور ولد بنانے کے عقیدہ کی بطلان ظاہر کیا۔ ایسے رنگ میں تردید فرمائی کہ کسی مشرک کو آج تک طاقت جواب نہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے خدا کے لئے بیٹا قرار دینا گویا خدا کے فانی ہونے اور اس کی موت کا اعلان کرنا ہے۔ اور یہ عقیدہ خطرناک ہے کہ اس سے زمین و آسمان کا نظام درہم برہم ہو جاتا ہے اور اس عقیدہ کے قائلین ہولناک عذاب الٰہی کے لئے دعوت دے رہے ہیں۔ مسیح اور ان کی والدہ حضرت مریم کی کمزور حالت کے پیش نظر عیسائیوں کا مسیح کو خدا قرار دینا نہایت بھیانک عقیدہ ہے۔ جو بچہ رحم مادر سے پیدا ہوتا ہے۔ اور نو ماہ تک اپنی ماں کے پیٹ میں خونِ حیض سے پلتا ہے اور نہایت مشکلات کیساتھ اور نہایت کمزور حالت میں اس کی ولادت دنیا میں ہوتی ہے بیا اسے مجاور بتوم خدا ٹھہرانا اور کائنات عالم کا خالق و مالک قرار دینا اتنا گھناؤنا عقیدہ نہیں ہے کہ جس سے انسانی فطرت گھن کھاتی ہے؟ بہرحال قرآن مجید نے دلائل قاطعہ کے ساتھ ابنیت مسیح کا ابطال فرمایا۔ اور آخر اعلان فرمایا

لقد کفر الذین قالوا ان اللّٰہ ھو المسیح ابن مریم

کہ وہ لوگ یقیناً کافر ہیں اور ہستی باریتعالیٰ کے منکر ہیں جو مسیح کو خدا ٹھہراتے ہیں۔ ابنیت کے عقیدہ کی تردید کے ساتھ تثلیث کا ستون بھی ٹوٹ جاتا ہے ثابت ہوتا ہے نیز جب مسیح خدا نہیں تو تین خداؤں کا خیال خود بخود باطل ہے کچھ عیسائی حضرت مریم کو دوسرا اقنوم قرار دیتے ہیں۔ اور کچھ عیسائی اس کی جگہ روح القدس کو خدا ٹھہراتے ہیں۔ قرآن مجید نے ان دونوں کی الوہیت کی نفی فرمائی ہے اور مریم کو خدا بنانے اور روح القدس کو خدا ٹھہرانے کے خلاف عقلی اور واقعاتی طور پر زبردست دلائل پیش کئے ہیں۔ جب ان دونوں کی الوہیت بھی باطل ٹھہری تو جو لوگ باپ، بیٹا اور روح القدس کو خدا کہنے والے ہیں اور تین خداؤں کے عقیدہ کو ذریعۂ نجات سمجھتے ہیں ان کا باطل پرست ہونا اظہر من الشمس ہے قرآن مجید نے اللہ تعالیٰ کی صفات حسنہ کا بیان فرما کر اور اس کی غیر معمولی قدرتوں کا ذکر کر کے اس بات کو ایک زبردست حقیقت کے طور پر ثابت کر دیا کہ اللہ تعالیٰ واحد و لاشریک ہے نہ کوئی اس کا بیٹا ہے نہ اس کا کوئی باپ ہے۔ اور نہ اس کی کوئی بیوی ہے اور نہ وہ کسی کا محتاج ہے۔ ان تمام مرحلوں کے بعد اللہ تعالیٰ نے تثلیث پرستوں کے حق میں فرمایا۔

لقد کفر الذین قالوا ان اللّٰہ ثالث ثلاثۃ

کہ وہ لوگ دراصل ہستی باریتعالیٰ کے منکر اور خالق قدرتوں کے انکاری ہیں جو تین خداؤں کا عقیدہ رکھتے ہیں۔

پولوسی عیسائیت کا تیسرا ستون مسیح کی صلیبی موت کا عقیدہ ہے۔ ہمیں یقین ہے کہ اگر اوّلین عیسائیوں میں پوری جرأت ہوتی اور وہ یہودیوں کے شور و غوغا کا مقابلہ کر سکتے تو وہ کبھی یہ بات تسلیم نہ کرتے کہ مسیح صلیب پر مر گئے تھے۔ کیونکہ مسیح کا صلیب پر مر جانا خود مسیح کی پیشگوئیوں کے خلاف تھا۔ انہوں نے ایک دفعہ نشان طلب کرنے والے یہود کو فرمایا تھا۔

"اس زمانہ کے بُرے اور زناکار لوگ نشان طلب کرتے ہیں۔ مگر یونس نبی کے نشان کے سوا اور کوئی نشان ان کو نہ دیا جائے گا کیونکہ جیسے یونس تین رات دن مچھلی کے پیٹ میں رہا ویسے ہی ابن آدم تین رات دن زمین کے اندر رہے گا۔"
(متی ۱۲/۴۰)

اس بیان سے ظاہر تھا کہ مسیح کیساتھ جو کچھ واقعہ ہوگا وہ حضرت یونسؑ کے نشان کے مشابہ ہوگا جس طرح حضرت یونسؑ مچھلی کے پیٹ میں زندہ داخل ہوئے زندہ رہے اور زندہ ہی نکلے اسی طرح مسیح علیہ السلام صلیب سے اتر کر قبر میں زندہ داخل کئے جائیں گے۔ وہاں زندہ رہیں گے اور وہاں سے زندہ ہی نکلیں گے۔ اس پیشگوئی کے علاوہ

اور بھی کئی پیشگوئیاں ہیں جن سے حواریوں کو سمجھ جانا چاہیئے تھا اور وہ یقیناً سمجھتے ہوں گے کہ مسیح کا صلیب پر مرجانا ناممکن ہے حالات کے لحاظ سے بھی یہ بات قرین قیاس نہ تھی۔ نیز مسیح کی صلیبی موت کے یہودی اس لئے دعوے دار بن گئے تاکہ کتاب استثناء کے مطابق انہیں (نعوذ باللہ) جھوٹا اور لعنتی ثابت کرسکیں۔ یہودیوں کے شور و غوغا کے سامنے کمزور عیسائی مصلحت وقت یا حالات کی مجبوری کے مطابق اس بات کو تسلیم کرنے لگ گئے۔ کہ مسیح فی الواقعہ صلیب پر مرگئے تھے۔ یہ ایک بہت وسیع مضمون ہے جس پر کسی دوسرے موقع پر مفصل گفتگو کی جائے گی۔ بہرحال یہودیوں کے شور و شر اور عیسائیوں کی کمزوری سے ناجائز فائدہ اُٹھا کر پولوس نے یہ اعلان کردیا کہ مسیح ہماری خاطر صلیب پر مرے اور انہوں نے صلیب کی لعنت کو اپنے اوپر لے لیا چنانچہ پولوس نے لکھا ہے :-

"مسیح جو ہمارے لئے لعنتی بنا اس نے ہمیں مول لے کر شریعت کی لعنت سے چھڑایا کیونکہ لکھا ہے کہ جو کوئی لکڑی پر لٹکایا گیا وہ لعنتی ہے :
(گلتیوں ۳/۱۳)

اس سے ظاہر ہے کہ عیسائیت میں مسیح کی صلیبی موت کا عقیدہ ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتا ہے قرآن مجید نے چودہ سو سال پہلے نہایت تحدی کے ساتھ اعلان فرمایا کہ یہودی اور عیسائی دونوں اس دعوے میں جھوٹے ہیں کہ مسیح صلیب پر مرکر لعنتی ہوگئے تھے۔ مسیح کا صلیب پر مرنا ہرگز ثابت نہیں۔ ان لوگوں کے پاس اس دعوے کو ثابت کرنے کے لئے کوئی تاریخی شہادت، کوئی عقلی برہان اور کوئی علمی دلیل نہیں ہے۔ یہ محض ظن اور گمان کی بنیاد پر ہمارے نزدیک تاوہ بلاوجہ ہمارے پیارے نبی حضرت مسیح علیہ السلام پر جھوٹا الزام لگاتے ہیں کہ وہ مصلوب ہوگئے تھے اور ملعون قرار پائے تھے۔ مسیح تو مرفوع الی اللہ ہے۔ اس کے دشمن ہی جھوٹے اور ملعون ہیں۔ قرآن مجید کے اس چیلنج پر یہودی اور عیسائی دنیا دنگ رہ گئی۔ انہوں نے اپنی ساری دستاویزات کھنگال ڈالیں اور سارے تاریخی سرمایہ کو چھان مارا مگر کوئی دلیل اور کوئی قطعی ثبوت وہ پیش نہ کرسکے کہ فی الواقعہ مسیح صلیب پر مرگئے تھے۔ قرآن مجید نے اس اعلان کے ساتھ عیسائیت کے تیسرے ستون کو بھی ریزہ ریزہ کردیا۔

مزید برآں قرآن مجید اور احادیث نبویہ میں آخری زمانہ میں آنے والے ایسے موعود کی بشارت دی گئی جس کا مشن کسر صلیب مقرر کیا گیا ہے۔ کیونکہ نوشتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ گذشتہ زمانہ میں مسلمانوں کی غفلت کے نتیجہ میں اور ان کی تبلیغ اسلام سے بے اعتنائی کے باعث صلیبی مذہب دنیا پر چھا جانے والا تھا۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے مقدر فرمایا کہ آخری دنوں میں اسلام کے کامل غلبہ کے خاطر کرنے کے لئے اپنی طرف سے حضرت کاسر صلیب علیہ السلام کو مبعوث فرمائے۔ کیونکہ اسلام اور قرآن مجید مسیح کی صلیبی موت کے عقیدہ کو انسانیت کے لئے خودمسیح کے لئے اور انبیاء کی صداقت کے لئے ایک بدنما داغ تصور کرتا ہے۔ بہرحال اسلام نے روز اول سے آخری دنوں تک صلیبی عقیدہ کو پاش پاش کرنا اپنا نصب العین قرار دیا ہے۔ مسیح کی صلیبی موت کے ابطال سے عیسائیت کا تیسرا ستون بھی پیوند خاک ہوجاتا ہے۔

عیسائیت کے چوتھے ستون یعنی کفارہ کے نظریہ پر بھی اسلام نے نہایت زبردست تنقید کی ہے۔ قرآن مجید نے اس بات کو اللہ تعالیٰ کی سنت اس کے عدل اور اس کے رحم کے خلاف قرار دیا ہے۔ کہ گناہ کوئی کرے اور سزا کسی اور کو دی جائے۔ گناہ ایک لعنت ہے۔ گناہ خدا سے دوری کا نام ہے اس کا ازالہ خود گنہگار ہی کرسکتا ہے۔ اس کی توبہ۔ اس کے بہتے اشک ہائے ندامت۔ اور اس کے دل کی سوزش وہ علاج ہے جو گناہ کے زہر کے لئے تریاق ثابت ہوتا ہے لیکن یہ صورت کہ نسل آدم کو گنہگار ٹھہرایا جائے۔ اور زہد و تجرد کہ گناہ کی سزا خدا کے ایک معصوم نبی کو دی جائے غیر معقول اور عدل و انصاف کے خلاف ہے قرآن مجید نے

لَا تَزِرُ وَازِرَۃٌ وِّزْرَ اُخْرٰی

کا ابدی اصول بیان کرکے عیسائیت کے غیر معقول کفارہ کی بنیاد اکھاڑ دی ہے اور بھی بہت سے دلائل ہیں۔ خلاصہ کلام یہ تھا اسلام نے موجودہ عیسائیت کے چاروں ستونوں کو مسمار کردیا ہے۔ اور سچ یہ ہے کہ اسلام کی صحیح تعبیر کے سامنے عیسائیت کا طلسم پاش پاش ہوکر رہ گیا ہے۔ اور اگر دشمنان اسلام کو یہ موقع نہ ملتا کہ وہ مسلمانوں کی غفلت سے ناجائز فائدہ اُٹھا کر قرون وسطیٰ میں منافقانہ طور پر اسلامی لبادہ اوڑھ کر عیسائیت کے بعض غلط نظریات کو مسلمانوں میں رائج نہ کردیتے تو آج مذہبی دنیا کا نقشہ کچھ اور ہوتا۔

یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ جب دنیا وعلماء کرام کی زندگی میں غیر معمولی کامیابی حاصل نہیں ہوئی یا انہوں نے بظاہر مظلومانہ زندگی بسر کی ہے ان کے متعلق ان کے پیروؤں میں یہ خیال پیدا کردیا جاتا ہے کہ وہ ابھی زندہ ہیں۔ آسمان پر بیٹھے ہیں یا زمین کی کسی غار میں پوشیدہ ہیں وقت آنے پر دوبارہ آئیں گے اور اپنے دشمنوں سے انتقام لیں گے۔ پولوس اور دوسرے ہوشیار لوگوں کی چالبازی سے مسیح کی ہجرت کے واقعہ کو یوں مسخ کردیا گیا کہ وہ آسمان پر چڑھ گئے ہیں۔ باپ کے داہنے جا بیٹھے ہیں۔ اور پھر انہی کی دوبارہ آمد ہوگی۔ یہ نظریہ گو عیسائیوں کی تسلی کے لئے ایجاد کیا گیا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے وقت جن امور کے باعث عیسائی لوگ اسلام سے دور رہے۔ ان میں سے ایک یہ عقیدہ تھا کہ مسیح آسمان پر زندہ بیٹھے ہیں اور وہ خود دنیا میں دوبارہ آئیں گے۔ قرآن مجید نے حضرت مسیح کے صلیبی موت سے بچ کر لمبی عمر پاکر طبعی موت سے فوت ہوجانے کے واقعہ کو اس کی تردید کے لئے ذکر فرمایا ہے اور بار بار یہ بھی اعلان کردیا کہ جو لوگ ایک دفعہ فوت ہوجاتے ہیں۔ وہ دوبارہ اس دنیا میں نہیں آتے اس بیان کا لازمی نتیجہ یہ تھا عیسائی لوگ عیسائیت کے غلط عقائد سے رجوع کرکے حضرت خاتم النبیین سرور کونین حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لاکر نجات حاصل کریں اور آپ کی پیروی کے نتیجہ میں آئندہ خدا کے حضور میں قرب اور ترقی پائیں۔ ہماری قوم کی بدقسمتی تھی کہ کچھ عیسائی لوگ اسلام میں داخل ہوگئے۔ ان میں سے بعض لوگوں نے جانتے بوجھتے اسلام میں دیانتدار آئے تھے مسیح کی عزت اور ان کے اس احترام سے جو اسلام نے ان کو دیا ہے یہ ناجائز فائدہ اٹھایا کہ حضرت مسیح خود دوبارہ دنیا میں تشریف لائیں گے وہ آسمانوں پر ابھی تک زندہ بیٹھے ہیں۔ اور انہی کے ذریعہ سے دنیا میں امن اور اسلام کی عالمگیر اشاعت ہوگی۔ یہ نظریہ عرصہ دراز تک حضرت سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقی شان کے اظہار میں روک بنا رہا ہے۔ اب جبکہ اسلام اور عیسائیت کا معرکہ اپنے کامل عروج کو پہنچ چکا ہے۔ اور آسمان پر فیصلہ ہوچکا ہے کہ اسلام کو اکناف عالم میں پھیلا دیا جائے۔ اور عیسائیت کی موجودہ نسلوں کو اسلام کی نعمت سے بہرہ ور کیا جائے تب وقت آگیا ہے کہ اس آخری سہارا کو بھی دور کردیا جائے۔ خدائی تقدیریں ظاہر ہورہی ہیں۔ اور آسمانی نوشتے پورے ہورہے ہیں۔ دلائل اور براہین اور آسمانی نشانوں کی اس جنگ میں اسلام کو وہ کامل غلبہ نصیب ہوگا جس کا ذکر قرآن کریم میں ہے

ھُوَ الَّذِیْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَہٗ بِالْھُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْھِرَہٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّہٖ وَلَوْ کَرِہَ الْمُشْرِکُوْنَ ؕ

یہ چودہ سو برس پیشتر ہوچکا ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ کے موعود فرستادہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی اعلان فرمادیا ہے کہ :-

"میں ہر دم اس فکر میں ہوں کہ ہمارا اور نصاریٰ کا کسی طرح فیصلہ ہوجائے۔ میرا دل مردہ پرستی کے فتنہ سے خون ہوتا جاتا ہے ۔۔۔۔ میں کبھی کا اس غم سے فنا ہوجاتا اگر میرا مولیٰ اور میرا قادر توانا مجھے تسلی نہ دیتا کہ آخر توحید کی فتح ہے غیر معبود ہلاک ہوں گے اور جھوٹے خدا اپنی خدائی کے وجود سے منقطع کئے جائیں گے۔ مریم کی معبودانہ زندگی پر موت آئے گی اور نیز اس کا بیٹا اب ضرور مرے گا خدا قادر فرماتا ہے کہ اگر میں چاہوں تو مریم اور اس کے بیٹے عیسیٰ اور تمام زمین کے باشندوں کو ہلاک کروں۔ سو اب اس نے چاہا ہے کہ ان دونوں کی جھوٹی معبودانہ زندگی کو موت کا مزہ چکھاوے سو اب دونوں مریں گے کوئی ان کو بچا نہیں سکتا اور وہ تمام خراب استعدادیں بھی مریں گی جو جھوٹے خداؤں کو قبول کرلیتی تھیں نئی زمین ہوگی اور نیا آسمان ہوگا اب وہ دن نزدیک آتے ہیں کہ سچائی کا آفتاب مغرب کی طرف سے چڑھے گا اور یورپ کو سچے خدا کا پتہ لگے گا اور بعد اس کے توبہ کا دروازہ بند ہوگا کیونکہ داخل ہونے والے بڑے زور سے داخل ہوجائیں گے اور وہی باقی رہ جائیں گے جن کے دل پر فطرت سے دروازے بند ہیں۔ اور نور سے نہیں بلکہ تاریکی سے محبت رکھتے ہیں۔ قریب ہے کہ سب ملتیں ہلاک ہوں گی مگر اسلام اور سب حربے ٹوٹ جائیں گے مگر اسلام کا آسمانی حربہ کہ وہ نہ ٹوٹے گا نہ کند ہوگا جب تک دجالیت کو پاش پاش نہ کردے۔ وہ وقت قریب ہے کہ خدا کی سچی توحید جس کو بیابانوں کے رہنے والے اور تمام تعلیموں سے غافل بھی اپنے اندر محسوس کرتے ہیں۔ ملکوں میں پھیلے گی۔ اس دن نہ کوئی مصنوعی کفارہ باقی رہے گا اور نہ کوئی مصنوعی خدا اور خدا کا ایک ہی ہاتھ کفر کی سب تدبیروں کو باطل کردے گا۔ لیکن نہ کسی تلوار سے اور نہ کسی بندوق سے بلکہ مستعد روحوں کو روشنی عطا کرنے سے۔ اور پاک دلوں پر ایک نور اتارنے سے تب یہ باتیں جو میں کہتا ہوں سمجھ میں آئیں گی"

(تذکرہ صفحہ ۲۹۸، ۲۹۹)

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔

(الفضل ۹ مارچ ۱۹۶۸ء)

احمدیت کے ذریعہ افریقہ میں بہت وسیع پیمانے پر اسلام کی پیشقدمی جاری ہے

انگلستان کے آرچ بشپ آف کنٹربری ڈاکٹر رامزے کا واضح اعتراف

از مکرم مولوی نور محمد صاحب نسیم سیفی سابق مبلغ بلاد غربیہ

(۱)

غلبۂ اسلام

موسس احمدیت حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تصنیفات پر اگر طائرانہ نگاہ ڈالی جائے تو یہ امر ہر صاحب بصیرت کے لئے عیاں ہو جاتا ہے کہ آپ نے غلبۂ اسلام کے لئے موجودہ عیسائیت پر علمی اور تحقیقاتی رنگ میں ضرب کاری لگائی ہے۔ چنانچہ حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ نے ابنیت مسیح، تثلیث کفارہ اور مسیح کے مصلوب ہونے کے متعلق زور دار کرتے ہوئے ایک ایسا قیمتی خزانہ چھوڑا ہے جس کو آئندہ نسلیں عیسائیت کے استیصال کے لئے بطور حربہ کے استعمال کرتی رہیں گی ؎

وہ خزائن جو ہزاروں سال سے مدفون تھے
اب میں دیتا ہوں اگر کوئی ملے امیدوار

(۲)

اعتراف

احمدی احباب نے آپ کے علم کلام سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اور آپ کے دلائل کی روشنی میں عیسائیت کے عقائد پر مختلف ممالک میں جو مضامین شائع کئے اس کے وسیع اثرات کا واضح اعتراف عیسائیوں کے مذہبی لیڈر اور برطانیہ کے آرچ بشپ آف کنٹربری یعنی لاٹ پادری ڈاکٹر رامزے (RAMSEY) نے بھی حال ہی میں افریقہ میں کے ملتوی پر تبادلۂ افکار کرتے ہوئے بدیں الفاظ کیا ہے:-

آرچ بشپ آف کنٹربری ڈاکٹر رامزے نے گذشتہ اتوار کے روز تسلیم کیا کہ افریقہ میں بہت وسیع پیمانے پر اسلام کی پیشقدمی جاری ہے انہوں نے کہا کہ ہم اس کی پیشقدمی عیسائیت کے لئے کسی خسارہ یا نقصان کا موجب نہیں کیونکہ اسلام افریقہ کے قدیم مشرک باشندوں میں پھیل رہا ہے!

یوگنڈا آرگس Uganda Argus (۱۶ر اپریل ۱۹۶۶ء)

برطانیہ کے لاٹ پادری نے صاف اعتراف کیا ہے کہ بلاشبہ افریقہ میں بہت وسیع پیمانے پر اسلام کی پیشقدمی جاری ہے گو ساتھ ہی انہوں نے اس اعتراف کے ضمن میں کہا ہے کہ یہ پیشقدمی دراصل مشرکین افریقہ میں عمل ہو رہی ہے۔ انہوں نے تسلیم کیا ہے کہ افریقہ کے مشرکین عیسائیت کو قبول کرنے کے لئے کلیۃً تیار نہیں ہیں مگر اس کے مقابل پر اسلام اپنے محاسن اور خصوصیات کی بنا پر اپنے اندر روحانی نفوذ اور تاثیر کو لئے ہوئے ہے کہ وہ مشرکین افریقہ کو الحاد اور دہریت سے نکال کر آغوش اسلام میں لا رہا ہے۔ الفضل ما شھدت بہ الاعداء اور یہاں قدرتی سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اس وقت اسلام اور عیسائیت کے سوا وہ کونسا دوسرا مذہب ہے جو افریقہ میں حلقہ بگوش بنانے کی کوشش میں مصروف عمل ہے؟

(۳)

افریقہ اور اسلام

حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی زندگی میں ہی سرزمین افریقہ میں اسلام کی منادی کردی گئی تھی چنانچہ حبشہ کے بادشاہ نجاشی نے اسلام قبول کر لیا تھا اور اس بادشاہ کی وفات کی خبر آپ کو وحی کی صورت میں بتلائی گئی۔ اور آپ نے اس نیک اور عادل بادشاہ کی نماز جنازہ بھی پڑھائی۔ بعد ازاں مختلف عرب تاجر جو ایک طرف تجارت بھی کرتے تھے۔ اور تبلیغ اسلام کا فریضہ بھی انہوں نے جانفشانی سے سرانجام دیا۔ اور ان تاجروں کی پیہم مساعی سے افریقہ تک براعظم کے جنگلات میں اللہ اکبر لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے مقدس نعروں نے افریقیوں کا تزکیہ نفوس کیا۔ اور انہوں نے بھی اسلام کا جھنڈا بلند کئے رکھا۔ مگر انقلابات عالم کے نتیجہ میں افریقی ممالک پر استعماری حکومتوں کے اقتدار کے زیر اثر عیسائیت نے یہاں یلغار کی۔ جس کی وجہ سے کئی قبائل کے قبائل عیسائیت کی آغوش میں چلے گئے۔ چنانچہ افریقہ کا مشہور سیاسی لیڈر مسٹر جومو کنیاٹا وزیر اعظم کینیا کے والد مسلمان تھے مگر ان کے والد نے عیسائیت قبول کرلی۔ اور یہ حالت افریقہ کے کئی مسلمان خاندانوں میں پائی جاتی ہے مگر اب جبکہ خدا کے فضل سے احمدیت کی طرف سے افریقہ کے مختلف علاقوں میں اسلام کی تبلیغ کی جارہی ہے۔ کئی زبانوں میں قرآن کریم کے تراجم ہو رہے ہیں۔ مساجد اور مدارس جاری کئے گئے ہیں۔ اور تبلیغ اسلام منظم اور وسیع پیمانے پر افریقہ کے ہر شہر اور ہر قریہ میں ہو رہی ہے۔ اور اسلام اپنی فطرتی خصوصیات کی بنا پر ایسی روحانی تاثیر رکھتا ہے کہ ہر سعید روح سے یہ پکار اٹھتی ہے

ان الدین عند اللہ الاسلام

اور آج سارے افریقہ میں احمدیت کے ذریعہ سے کامیاب تبلیغ اسلام کی جارہی ہے۔ حضرت بانیٔ احمدیت فرماتے ہیں:

”عیسائی مذہب کے ساتھ ہمارا مقابلہ ہے۔ عیسائی مذہب اپنی جگہ آدم زاد کی خدائی منوانا چاہتا ہے اور ہمارے نزدیک وہ (عیسائی) اور حقیقی خدا سے دور پڑے ہوئے ہیں۔ ہم چاہتے ہیں کہ ان عقائد کی (جو حقیقی خدا پرستی سے دور پھینک کر مردہ پرستی کی طرف لے جاتے ہیں) کافی تردید ہو۔ اور دنیا آگاہ ہوجائے کہ وہ مذہب جو انسان کو خدا بناتا ہے خدا کی طرف سے نہیں ہوسکتا۔“

(الحکم ۱۷ مئی ۱۹۰۱ء)

درخواست دعا

میرا بھانجا عزیزم سلیم احمد اور سیر شانگ کی ہڈی ٹوٹ جانے کی وجہ سے تا حال سروسز ہسپتال لاہور میں زیر علاج ہے گو ہڈی اپنی اصلی حالت پر آچکی ہے مگر ٹانگ ابھی پوری طرح کام نہیں کر رہا اس کی شفائے کامل و عاجل کیلئے احباب دردِ دل سے دعا فرمائیں۔ خاکسار

قاضی عبد الحمید درویش قادیان

(بقیہ صفحہ ۲)

حضرت مرزا صاحب بانیٔ سلسلہ احمدیہ علیہ السلام سے نیازمندانہ عقیدت رکھتا رہا۔ اس طرح اس نے اپنے عمل کے ساتھ توبہ کی شرط سے فائدہ اٹھایا اور موت سے بچ رہا لیکن اگر اپنے دیگر بے دین افراد خاندان کی طرح وہ بھی بے باکی کا اظہار کرتا اور اپنے عمل سے توبہ کا اظہار نہ کرتا تو جس طرح پیشگوئی کا ایک حصہ مرزا احمد بیگ کی وفات کے ساتھ صفائی سے پورا ہوا۔ مرزا سلطان محمد بھی حسب پیشگوئی تین سال کے اندر موت سے بچ نہ سکتے اور حسب پیشگوئی بیوہ ہونے کی صورت میں ضرور محمدی بیگم حضرت اقدس کے نکاح میں آتی پس نہ تو محمدی بیگم صاحبہ بیوگی کی حالت وارد ہوئی اور نہ ہی آپکے حضرت مرزا صاحب کے نکاح میں آنے کا سوال پیدا ہوا۔ یہ ہے تفصیل آسمان پر یا زمین پر نکاح ہونے یا نہ ہونے کی۔ اب اس سیدھی سادھی بات پر جو اعتراض چاہے کرتا رہے۔ ہم کسی کی زبان پکڑ سکتے ہیں اور نہ اس کی قلم روک سکتے ہیں۔

ہمیں اس موقعہ پر اپنے مخالفین پر ہمیشہ ہی تعجب آیا کرتا ہے کہ جن لوگوں کے ساتھ اس پیشگوئی کا براہِ راست تعلق تھا وہ تو بہت پہلے حضرت مرزا صاحب علیہ السلام کی مخالفت ترک کر چکے اور ان میں سے بیشتر افراد کو اس پیشگوئی کی صداقت پر کچھ شبہ نہیں رہا اور وہ یکے بعد دیگرے حلقہ بگوش احمدیت ہو چکے ہیں۔ مگر دوسرے لوگ ہیں کہ خواہ مخواہ ہی جان ہلکان کر رہے ہیں۔ — الغرض لوگوں کا اس طرح بیخبر رہ کر غوغہ بلند کرنا ہمیشہ ہی اس پیشگوئی کی اس آخری شق کو پورا کرنے کا ذریعہ بنتا رہتا ہے جس میں خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اس امر کی اطلاع دی تھی کہ

بموت ویبقی منھم کلاب متعددۃ

یعنی پیشگوئی میں جو دو آدمیوں کے مرنے کی خبر دی گئی ہے۔ ان میں سے صرف ایک مرے گا (اور دوسرا پہلے کی موت سے عبرت حاصل کرتے ہوئے رجوع کرے گا اور اس کی موت سے بچ جائے گا) اور بتایا گیا ہے کہ ایک کی موت کے بعد بہت سے کتے باقی رہ جائیں گے اس میں شدید الخالفین کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ جو پیشگوئی کی حقیقت کو سمجھتے ہوئے بھی متواتر کئی سال سے ناواجب شور و غوغہ کرتے چلے آرہے ہیں۔ فاعتبروا یا اولی الابصار لعلکم تتقون!!

بشارتِ ربانیہ — ایک عالمِ دین کا قبولِ احمدیت

از مکرم مولوی محمد عمر صاحب مالاباری مولوی فاضل اسسٹنٹ انچارج احمدیہ مسلم مشن حیدرآباد

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی صداقت کو پرکھنے کے لئے جہاں قرآن کریم واحادیث سے بیشمار دلائل وبراہین دنیا کے سامنے پیش کئے ہیں وہاں آپؑ نے اپنی صداقت کو پہچاننے کے لئے دعا کا ایک طریقہ بھی بتایا ہے یعنی متلاشی حق صدق دل سے خداتعالیٰ کے حضور دعا کرے کہ اگر یہ مدعی مسیحیت ومہدویت واقعی مامور من اللہ اور اپنے دعوے میں سچے ہیں تو اللہ تعالیٰ اپنے خاص فضل کے تحت انہیں قبول کرنے کی توفیق دے۔ اور اپنی جناب سے رہنمائی فرمائے۔ چنانچہ اس طریق سے صدہا افراد نے سلسلہ حقہ کو پہچاننے کی سعادت حاصل کی۔ اور حال ہی میں یہاں پر ایک عالم دین مکرم مولوی محمد علی صاحب طاہر کو بھی اسی طریق پر اللہ تعالیٰ نے احمدیت کی راہنمائی فرمائی۔ اس سلسلہ میں احباب جماعت کی دلچسپی اور دیگر متلاشیانِ حق کی راہنمائی کے لئے موصوف کا اپنا مکتوب آخر میں نقل کیا جاتا ہے۔

صاحب موصوف پر اللہ تعالیٰ کا یہ فضل کیسے خرچ ہوا یہ بھی ایک دلچسپ اور ازدیادِ ایمان کی بات ہے۔ ہوا یوں کہ موصوف ہمارے دوست مکرم عبد القادر صاحب سابق عیسائی مبلغ کو احمدیت سے منحرف کر کے "راہِ راست" پر لانے کی خاطر مجھ سے تبادلہ خیالات کرنے احمدیہ جوبلی ہال تشریف لائے۔ پہلے دن خاکسار سے مسئلہ وفات عیسیٰ علیہ السلام پر گفتگو کی۔ اور بعض آیات واحادیث ان کے سامنے پیش کی گئیں۔ اس کے بعد روزانہ بعد مغرب جوبلی ہال آتے رہے اور مختلف موضوعات پر گفتگو ہوتی رہی۔ چند ہی دنوں میں وفاتِ مسیح کے تو موصوف بھی قائل ہو گئے۔ اور فرمانے لگے کہ اجرائے نبوت کے بارے میں جتنے حوالجات آپ نے پیش کئے ہیں ان میں کوئی بات قابل اعتراض نہیں۔ البتہ میرے دل میں کچھ تردد باقی ہے۔ میں نے کہا۔ آپ استخارہ میں صدق دل کے ساتھ خداتعالیٰ سے یہ دعا فرمائیں کہ اگر حضرت مرزا صاحب واقعی سچے ہیں تو ان کو قبول کرنے کے لئے تو میرے سینہ کو کھول دے۔ لیکن اگر ایسا نہیں تو بھی اے خدا! تو میری راہنمائی فرما!

میری اس درخواست پر موصوف نے وعدہ کیا کہ میں روزانہ یہ دعا پورے صدق دل سے کروں گا۔ آپ کی ملازمت ضلع پربھنی کے ایک مقام بلاری میں ہے۔ اور چھٹیوں میں اپنے وطن حیدرآباد آئے ہوئے تھے۔ چونکہ ان کی رخصت ۱۱ رمئی ۱۹۶۳ء کو ختم ہو رہی تھی۔ اس لئے اسی روز موصوف یہاں سے اپنی ملازمت پر تشریف لے گئے جاتے وقت خاکسار نے مطالعہ کے لئے کچھ کتابیں دیں۔ اور دعا کرتے رہنے کی تاکید کی۔

ابھی چند دن ہی گذرے تھے موصوف کی طرف سے مندرجہ ذیل چٹھی موصول ہوئی۔

کیمپ بلاری
۲۴-۵-۶۳

مولانا محمد عمر صاحب
السلام علیکم

الحمدللہ کہ میں اب اس قابل ہو چکا ہوں کہ جس کارواں کے راہی آپ ہیں اسی کارواں میں مجھے تھوڑی سی جگہ مل سکے۔ گذشتہ تین روز سے مجھے بشارتیں خواب میں مل رہی ہیں۔ گذشتہ تین روز سے پہلے روز حضرت خلیفۃ اللہ ایدہ اللہ تعالیٰ نے مجھے ہاتھ پکڑ کر ایک نعمتوں سے بھرے دسترخوان پر بٹھا دیا۔ اور اپنے ہاتھ سے دسترخوان پر چنی ہوئی نعمتوں کو لے کر میرے منہ میں نوالہ بنا بنا کر کھلانے لگے دوسرے روز کے خواب میں اکبر یار جنگ مرحوم نے میری اوڑھنی لے کر صابن لگا کر دھوئی اور کہا کہ اب یہ کاندھے پر ڈالنے کے قابل ہو گئی ہے تیسرے روز کے خواب میں آپ مجھے مصری کھلا رہے ہیں۔ اسی سے مجھے اندازہ ہو گیا کہ مجھے راہِ راست مل گئی ہے۔ انشاء اللہ میں عنقریب بیعت میں داخل ہو جاؤں گا۔ آپ مجھے بیعت فارم روانہ فرمائیں مولانا۔ آپ میرے لئے مزید مفید لٹریچر روانہ فرما کر دعا فرمائیں۔ بروز جمعہ میرے خط کو احباب میں پڑھ کر سنایا جائے تاکہ اجتماعی دعا میرے حق میں ہو سکے۔

یہاں کشمکش شروع ہو چکا ہے بلکہ قریب قریب پورا بائیکاٹ ہو گیا ہے میرے درپے آزار ہو گئے ہیں۔ آئندہ کیا ہوگا۔ خدا ہی بہتر جانتا ہے

مولوی مبارک علی صاحب فریضۂ حج سے فارغ ہو کر آئیں تو ان کی خدمت میں میرا سلام عرض کیجئے۔ مولوی عبد القادر صاحب کو بھی میرا سلام۔

پردے جو تھے ہٹائے اندر کی راہ دکھائے
دل یار سے ملائے وہ آشنا یہی ہے
اُس نور پر فدا ہوں اس کا ہی میں ہوا ہوں
وہ ہے میں چیز کیا ہوں بس فیصلہ یہی ہے

خط کا منتظر آپکا
محمد علی طاہر

اس خط کو درج کر کے تمام قارئین کرام مخلصین جماعت سے مؤدبانہ گزارش ہے کہ دعا فرمائیں اللہ تعالیٰ موصوف کو استقامت بخشے۔ اور مخالفین کو بھی ہدایت دے۔

یہ مکتوب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کا ایک تازہ ثبوت ہے۔ اللہ متلاشیانِ حق کو حضرت اقدس علیہ السلام کے بتائے ہوئے طریق دعا پر چل کر قبولِ حق کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

جلسہ ہائے یوم خلافت

(بقیہ صفحہ ۴)

ہاتھ کے تحت منظم اور متحد ہونے کے نتیجہ میں خداتعالیٰ کا سایہ ہمیشہ اس جماعت کے ساتھ رہا۔ اور ہر گھڑی اور ہر آن یہ جماعت کامیابی کا قدم چومتی رہتی ہے۔ خداتعالیٰ نے قرآن کریم میں خلافت کی برکات سے حاصل ہونے والی تمام امور جماعت احمدیہ کے ساتھ ہی وابستہ رکھ دیا ہے۔ چنانچہ آج تبلیغ وتعلیم وتربیت کا عظیم الشان روحانی کام اللہ تعالیٰ جماعت احمدیہ کے ذریعہ کر رہا ہے جس میں جماعت ترقی وکامیابی کے منازل طے کرتی آ رہی ہے۔ بعدہ فاضل مقرر نے ولیمکنن لھم دینھم الذی ارتضیٰ لھم ولیبدلنھم من بعد خوفھم امنا کی روشنی میں نہایت ہی وضاحت سے جماعت کو حاصل ہونے والی خدائی نعمتوں کا ذکر کیا۔

آپ کی یہ تقریر ۴۵ منٹ تک رہی اور نہایت ہی توجہ سے سُنی گئی ان ہر سہ تقریر کے بعد محترم صدر صاحب نے اپنی مختصر صدارتی تقریر میں تمام سامعین اور مقررین کا شکریہ ادا فرمایا۔ اور دعا کے بعد یہ روحانی اجتماع ٹھیک ۱۰ بجے اختتام پذیر ہوا۔

جلسہ کی تشہیر تمام شہر میں مقامی اخباروں اور چھوٹے چھوٹے اشتہاروں کے ذریعہ کی گئی تھی جس کے نتیجہ میں غیر احمدیوں کا کافی اجتماع ہوا تھا اور تا اختتام جلسہ نہایت ہی توجہ اور انہماک سے سنتے رہے۔ مستورات کے لئے بھی پردہ کا انتظام تھا اور کافی تعداد میں مستورات بھی حاضر ہو کر تقاریر سے مستفید ہوئیں۔

خاکسار
محمد عمر مالاباری اسسٹنٹ انچارج
احمدیہ مسلم مشن حیدرآباد ۲۷-۵-۶۳

لجنہ اماء اللہ شاہجہانپور

شاہجہانپور ۲۶ رمئی۔ یوم خلافت کے سلسلہ میں آج یہاں زیر صدارت بیگم صاحبہ حاجی عبد القدوس صاحب تلاوت قرآن کریم سے جلسہ کا آغاز ہوا۔ عہد لجنہ اماء اللہ کے دہرانے کے بعد خلافت احمدیہ کا عہد مسعود نظم تنویر الاسلام نے پڑھی۔ مبارکہ مریم صاحبہ نے خلافت احمدیہ مضمون پڑھا۔ عزیزہ خاتون صاحبہ نے خلافت جماعت احمدیہ میں عنوان پر مضمون سنایا۔ حبیبہ خاتون نے یوم خلافت نظم اور مضمون پڑھ کر سنایا۔ امۃ الباری صاحبہ نے برکاتِ احمدیت تقریر کی۔ امۃ العزیز فاطمہ صاحبہ نے اسلام میں خلافت کا نظام مضمون سنایا۔ نجمی خالدہ نے خلافت احمدیہ کی مختصر تاریخ بیان کی۔ مہر جہاں صاحبہ نے خلافت اللہ تعالیٰ کا ایک انعام ہے کے عنوان پر مضمون پڑھا۔ تنویر الاسلام نے اجتماعیت اور خلافت پر مضمون پڑھا۔ عائشہ بیگم صاحبہ نے خلافت کے فوائد بیان کئے۔ کئی ممبرات نے حضور پرنور حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی کی شان میں نظمیں پڑھیں۔

آخر میں خاکسارہ نے خلیفہ ہرگز معزول نہیں ہو سکتا۔ کے موضوع پر تقریر کی۔ حاضرین جلسہ نے بہت دلچسپی اور توجہ سے جلسہ کی کارروائی سنی۔ آخر میں پھر لجنہ اماء اللہ کا عہد دہرایا گیا۔ حضور پرنور کی صحت کے واسطے دعا کی تحریک کی گئی اور دعا پر یہ مبارک تقریب ختم ہوئی۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

خاکسارہ محبوبہ خاتون سیکرٹری
لجنہ اماء اللہ شاہجہانپور

سالار مغربی بنگال میں جماعت احمدیہ کا کامیاب تبلیغی جلسہ

از مکرم مولوی عبد المطلب صاحب مبلغ جماعت احمدیہ [illegible] پور

کلکتہ سے شمال مشرق میں یک صد میل کی دوری پر سالار نامی ایک موضع ہے۔ جو اندازاً ۵ ہزار نفوس پر مشتمل ہے۔ اور مسلمانوں کی تعداد وہاں زیادہ ہے۔ عبد الحمید صاحب اخوندکار وہاں کیلئے احمدی دوست ہیں۔ ایک عرصہ سے وہ اپنے اعزہ واقربا کی مخالفت کا نشانہ بنے ہوئے ہیں۔ تاہم اس مخالفت کی پرواہ نہ کرتے ہوئے احمدیت کی تبلیغ میں منہمک رہتے ہیں۔ اس سال انہوں نے بہت اولو العزمی سے کام لیتے ہوئے سالار میں تبلیغی جلسہ کا پروگرام مرتب کیا۔ اور محترم مولانا بشیر احمد صاحب امیر جماعت و انچارج تبلیغ حلقہ مغربی بنگال نے ان کی اس ہمت کو دیکھکر جلسہ کی کامیابی کے لئے ہر طرح مدد دینے کا وعدہ فرمایا۔ ۲۶ رمئی بروز اتوار جلسے کا پروگرام رکھا گیا۔ جوں جوں جلسے کا دن قریب آتا گیا مخالفت میں ترقی ہوتی گئی یہتی کہ بعض ایسے احباب نے جنہوں نے عملی طور پر جلسہ کو کامیاب بنانے کا وعدہ کیا تھا مخالفت کی مجبوری کے پیش نظر پیچھے ہٹ گئے۔

مورخہ ۲۵ رمئی کو جب کلکتہ سے محترم مولانا بشیر احمد صاحب انچارج حلقہ بنگال بمعیت مکرم مولانا فضل کریم صاحب سالار پہنچے تو فضا کافی مکدر تھی۔ اور اسی مکدر فضا کی بنا پر جلسے کے قیام کے سلسلہ میں ہم کافی تشویش و تذبذب میں مبتلا تھے۔ مگر ہر دو مولانا صاحبان نے ہماری ہمت افزائی کی اور فرمایا کہ جلسہ ضرور کیا جائے۔

مورخہ ۲۶ رمئی کی صبح کو کلکتہ سے دو دوست الحاج منشی محمد شمس الدین صاحب و شمس الدین صاحب حیدر بھی آئے۔ فضا کے مکدر ہونے کی بنا پر احتیاطاً جلسہ گاہ کو تبدیل کر دیا گیا اور ایک محفوظ وسیع احاطہ جس کی ایک سائڈ بازار کی طرف تھی میں چار بجے جلسہ کا پروگرام مکرم الحاج سعید الرحمان صاحب اصل پور کے زیر صدارت شروع ہوا۔

محترم الحاج منشی محمد شمس الدین صاحب سیکرٹری تعلیم و تربیت جماعت احمدیہ کلکتہ نے تلاوت قرآن پاک خوش الحانی سے کی بعد ازاں عبد الحمید صاحب اخوندکار نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا کلام سنایا۔ صاحب صدر نے اس جلسہ کی غرض و غایت بیان کی اور حاضرین سے اپیل کی کہ وہ جلسہ کی کارروائی کو شنیں اور پھر خود ہی نتیجہ نکالیں کہ جماعت احمدیہ اس وقت تبلیغ کا کیا کام کر رہی ہے۔ اس مختصر تعارف کے بعد محترم مولانا فضل کریم صاحب نے اسلام اور سائنس کے اہم موضوع پر ایک گھنٹہ تقریر کی۔ آپ نے قرآن مجید سے تخلیق کائنات کی ابتداء پر روشنی ڈالی۔ اور بتایا کہ سائنس دان آج بڑی جدوجہد کے بعد تخلیق کائنات کی ابتداء کے متعلق جہاں پہنچے ہیں قرآن مجید نے آج سے چودہ سو سال پہلے ان کو بیان کر دیا ہے۔ اس طرح آپ نے دیگر سیاروں میں آبادکاری کے مسئلہ پر بھی روشنی ڈالی۔ اور قرآن مجید سے ثابت کیا کہ ان سیارگان میں آبادی موجود ہے۔ اور یہ سب باتیں اسلام اور بانیٔ اسلام سیدنا حضرت رسول پاک صلے اللہ علیہ وسلم کی صداقت کا ثبوت ہیں۔

اس دلچسپ تقریر کے بعد محترم مولانا بشیر احمد صاحب امیر جماعت احمدیہ کلکتہ نے سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے موضوع پر ایک گھنٹہ تک اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ آپ نے بھوشیہ پران اور دانتر دید میں آنحضرت صلعم کے متعلق بیان کی گئی پیشگوئیوں کا ذکر کیا اور ان مقدس کتب میں بیان کردہ علامات کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر چسپاں کیا۔ سیدنا حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے فضائل کو بیان کرتے ہوئے آپ نے بتایا کہ آپ کی اتباع سے آج بھی ایک انسان زندہ خدا کے ساتھ اپنا تعلق قائم کر سکتا ہے۔ اس ضمن میں آپ نے بتایا کہ مذہب اسلام کی یہ اہم خصوصیت ہے کہ وہ خود زندہ خدا زندہ رسول اور زندہ کتاب کو ہمارے سامنے پیش کرتا ہے۔ ان امور کو آپ نے کئی ایک مثالوں سے واضح فرمایا۔ اور زندہ رسول اور زندہ کتاب کو پیش کرتے ہوئے آپ نے قرآن مجید کی متعدد ان پیشگوئیوں کو بیان فرمایا جو اس زمانہ میں پوری ہو چکی ہیں۔ جیسے نہر سویز کے ذریعہ دو سمندر ملنے کی پیشگوئی۔ فرعون کی لاش ملنے کی پیشگوئی۔

آپ کی اس اہم اور معلومات انگیز تقریر کے بعد پہلا اجلاس ختم ہوا۔ اللہ تعالےٰ کے فضل سے جلسہ کی حاضری ہماری توقع سے بڑھ کر تھی۔ اس لئے یہ بھی جرأت ہوئی کہ ایک اور اجلاس بھی کیا جائے چنانچہ یہ اعلان کیا گیا کہ مغرب کی نماز کے بعد دوسرا اجلاس شروع ہوگا۔

مغرب کی نماز پنڈال میں ہی ادا کی گئی اور بعد نماز مغرب دوسرا اجلاس بھی الحاج سعید الرحمان صاحب ساکنہ اصل پور کی زیر صدارت شروع ہوا۔ تلاوت الحاج منشی محمد شمس الدین صاحب نے کی۔ عبد الحفیظ صاحب اخوندکار اور ان کے لڑکے ناصر نے مل کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نظم خوش الحانی سے پڑھی مکرم مولانا فضل کریم صاحب نے محرم کے سلسلہ میں تقریر کی۔ اور مسلمانوں کو اس امر کی طرف توجہ دلائی کہ اسلامی کیلنڈر ہمیں اس طرف توجہ دلاتا ہے کہ ہمیں ہر وقت قربانی کے لئے تیار رہنا چاہیئے۔ کیونکہ تاریخ اس امر پر شاہد ہے کہ بغیر قربانی کے کوئی قوم ترقی نہیں کر سکتی۔ آپ نے اس موقعہ پر کی جانے والی رسومات کو ترک کر کے اس کے مغز کو اختیار کرنے کی طرف مسلمان بھائیوں کو توجہ دلائی آپ کا یہ خطاب ایک گھنٹہ تک جاری رہا۔ آپ کے بعد محترم مولانا بشیر احمد صاحب نے احمدیوں اور غیر احمدیوں کے موضوع پر ایک گھنٹہ تک تقریر کی۔ آپ نے ابتداءً سالار کے مسلمان بھائیوں سے درخواست کی۔ کہ رواداری کا نمونہ دکھاتے ہوئے ہمارے لٹریچر کا مطالعہ کریں اور بعد ازاں آپ نے بتایا کہ ہمارے متعلق جو یہ پراپیگنڈہ کیا جاتا ہے کہ ہم نے کوئی علیحدہ قبلہ بنا لیا ہے یا ہماری نماز علیحدہ ہے۔ یا شریعت علیحدہ ہے یہ بالکل غلط ہے۔ ان تمام امور کے لئے آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات کے حوالہ جات پیش کئے۔ اور آخر میں آپ نے اس عظیم الشان کام پر بالتفصیل روشنی ڈالی۔ جو اسلام کی اشاعت کے سلسلہ میں جماعت احمدیہ کر رہی ہے اور آپ نے مسلمانوں سے دردمندانہ اپیل کی کہ یہ کام جو جماعت احمدیہ کر رہی ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کو بلند کرنے کے لئے کر رہی ہے۔ اس لئے کیا ہی اچھا ہو کہ آپ حضرات بھی اس کام میں ہماری مدد کریں تاکہ باہم تعاون کے ساتھ ہم جلد سے جلد اپنے مقصود کو حاصل کر سکیں۔

صاحب صدر نے اپنی صدارتی تقریر میں مسلمانوں کو بتایا کہ جماعت احمدیہ نہ صرف ہندوستان میں بلکہ غیر ملکوں میں اشاعت اسلام کا زبردست کام کر رہی ہے۔ اور لوگ بھی جماعت کے ممبر بننے کی اور تقویٰ کے اعلےٰ مقام پر فائز ہوتے ہیں اسلئے آپ لوگوں کو اس جماعت کے عقائد پر غور و فکر کرنا چاہیئے

بالآخر محترم محمد شمس الدین صاحب حیدر نے مناجات پڑھی اور دعا پر یہ جلسہ بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوا۔ الحمد للہ ثم الحمد للہ

جلسہ کے لئے لاؤڈ سپیکر کا انتظام تھا۔ اور دونوں اجلاسوں میں بفضلہ تعالےٰ بہت اچھی حاضری تھی۔ کلکتہ سے آنے والے بزرگان رات بارہ بجے کی ٹرین سے عازم کلکتہ ہوئے۔ اس جلسہ میں شمولیت کے لئے کٹک سے بھی دو احمدی دوست تشریف لائے۔

اس مختصر رپورٹ کے پیش کرنے کا اہم مقصد یہ ہے کہ احباب اس علاقہ میں جماعت احمدیہ کی ترقی کے لئے دردِ دل سے دعا فرمادیں۔ اخوندکار عبد الحمید صاحب مختلف مشکلات میں ہیں۔ انکے لئے بھی قارئین سے دعا کی درخواست ہے ۔

ضرورت ہے!

جماعتہائے احمدیہ ہندوستان میں تحریک وصیت اور فریضۂ زکوٰۃ کی اہمیت واضح کرنے اس کام کو زیادہ ترقی دینے کے لئے ایک ایسے مستعد جفاکش اور سمجھدار کارکن کی ضرورت ہے جو حسب ذیل کوائف رکھتا ہو

(۱) تعلیم مولوی فاضل یا میٹرک (۲) صرف میٹرک کی صورت میں دینی تعلیم سے واقفیت ضروری ہے (۳) تقریر کرنے کا بھی کسی قدر ملکہ ہونا چاہیئے۔

تنخواہ کا گریڈ ۱۸۰-۶-۱۳۰-۵-۱۰۶-۴-۱۰۰ علاوہ مہنگائی الاؤنس ہوگا سلسلہ کی خدمت کے خواہشمند احباب اپنی درخواستیں مقامی امیر یا پریذیڈنٹ کے توسط و تصدیق سے ارسال کریں۔

(ناظر بیت المال قادیان)

درخواست دعا

محترم سید وزارت حسین صاحب اور دیگر بزرگان اور احباب جماعت کی خدمت میں دعا کی درخواست کرتے ہیں کہ میرے بیٹے محسن احمد سلمہ اور ان کی اہلیہ کی صحت اور عزیزان مبشر احمد اور انور احمد کی امتحانات میں نمایاں کامیابی اور اچھے کالجوں میں داخلہ کے لئے اور دینی و دنیوی اعمال انہی کے وارث بننے کے لئے دعا فرمائی جائے۔ احباب ان عزیزان کو اپنی خصوصی دعاؤں میں یاد فرمائیں۔ خاکسار مرزا وسیم احمد قادیان

منقولات

روس میں مسجدوں کی تعمیر

روسی کمیونسٹ پارٹی کے اخبار "پراودا" نے اعتراف اور احتجاج کے مخلوط جذبات سے شکایت کی ہے کہ تاجکستان کی روسی جمہوریہ میں بکثرت مسجدیں تعمیر ہو رہی ہیں۔ اور ان پر پبلک کا روپیہ صرف ہو رہا ہے۔ اخبار نے تاجکستان اور ترکستان کی کمیونسٹ پارٹی پر سخت نکتہ چینی کی ہے کہ وہ اسلام کی ہمہ گیر طاقت اور اسلام کے نظام کی مابعد کا مقابلہ کرنے میں ناکام ہے۔ گزشتہ دو برسوں مسجدوں کی تعمیر پر جو روپیہ ہوا ہے۔ وہ اسکولوں پر ہونا چاہیئے تھا۔ اسکولوں کی مرمت کی تجویز ہمیشہ منظور ہوتی ہے۔ لیکن ان کے لئے روپیہ مہیا نہیں کیا جاتا اور ان کی مرمت کو ملتوی کرنا پڑتا ہے۔ مسجدوں کی تعمیر سے پتہ چلتا ہے کہ اسلام کمیونزم پر غلبہ پا رہا ہے۔ حالانکہ ریڈیو اور سینما جیسے مؤثر ذرائع سے اسلام کا مقابلہ کیا جا سکتا ہے۔ اس خبر میں کتنی باتیں ناقابل فہم ہیں۔ اول یہ کہ مسجدوں کی تعمیر پر پبلک کا روپیہ صرف ہو رہا ہے۔ کیا اس بات کا امکان ہے کہ روس میں مسجدوں کی تعمیر ہو اور اس پر پبلک کا روپیہ لگے؟ اگر تاجکستان کی کمیونسٹ پارٹی مسجدوں کی تعمیر پر روپیہ خرچ کرتی تو شاید اُسے زندہ نہ چھوڑا جاتا۔

عالم اسلام کو احمق بنانے کا طریقہ

دوسری بات جو ناقابل فہم ہے یہ ہے کہ دو سال کے اندر تاجکستان کی روسی جمہوریہ میں ایک سو مسجدیں از سر نو تعمیر کر دی گئیں۔ جہاں تو قدیم مسجدیں ہی اتنی تعداد میں ہیں کہ اگر انہیں واگذار کر دیا جائے تو نئی مسجدوں کی تعمیر کی ضرورت ہی لاحق نہ ہو۔ روس میں مسجدوں کی تعمیر؟ جہاں بے شمار مسجدوں کو بارکوں، کلبوں اور عجائب گھروں میں تبدیل کر دیا گیا ہو وہاں سو مسجدوں کا تعمیر ہونا ہماری سمجھ سے باہر ہے۔ اور زیادہ تعجب اس بات پر ہے کہ تاجکستان کی کمیونسٹ پارٹی کو الزام دیا جا رہا ہے کہ وہ کمیونزم پر اسلام کو غالب ہونے کا موقع فراہم کر رہی ہے۔ حالانکہ وہاں کی کمیونسٹ پارٹی حکومت کی عام پالیسی سے سرِ مو تجاوز نہیں کر سکتی۔ وہاں تو معمولی خلاف ورزیوں پر مجرموں کو گولی کا نشانہ بنا دیا جاتا ہے۔ غالباً بات یہ ہے کہ عالم اسلام کو روس کی اسلام دشمنی سے غافل کرنے کے لئے مسجدوں کا افسانہ گھڑا گیا ہے۔ لیکن اگر واقعہ صحیح ہے تو اس سے ثابت ہوتا ہے کہ روس میں کوشش کے باوجود اسلام کا خاتمہ نہیں ہو سکا۔ اور وہ کمیونزم کے گڑھ میں بھی ناقابلِ تسخیر قلعہ ثابت ہوا ہے۔ (الجمعیۃ دہلی ۲/۶/۶۳)

ٹیچروں کے مسائل

مرکزی وزارت تعلیم کے سابق مشیر ڈاکٹر سیدین نے ٹیچروں کی ورلڈ کانفرنس دہلی میں تقریر کرتے ہوئے پہلی بات یہ کہی کہ تعلیمی پالیسی تیار کرنے میں ٹیچروں کا عمل دخل ہونا چاہیئے تاکہ تعلیم میں عملی رنگ پیدا ہو اور وہ صرف نظری اور خیالی نہ رہ جائے۔ یہ مشورہ بڑا قیمتی اور قابل توجہ ہے۔ کیونکہ تعلیم کے بارے میں جو پالیسی بنائی جاتی ہے۔ اس کو بروئے کار لانے والے ٹیچر ہی ہوتے ہیں۔ معلوم نہیں ہوتے جو صرف پالیسی بنا کر الگ ہو جاتے ہیں۔ بہرحال اس بات کا خیال تو حکومت کو ابتداء ہی میں ہونا چاہیئے تھا۔ تعجب یہ ہے کہ ٹیچروں کو اب تک تعلیمی پالیسی کی تشکیل میں حصہ دار نہیں بنایا گیا۔

ڈاکٹر سیدین نے ٹیچروں کی تنخواہ کا معاملہ بھی اُٹھایا ہے۔ آپ نے کہا کہ اگر ٹیچر کو اتنی تنخواہ نہیں ملتی جتنی کہ ایک پنساری کو اپنے نجی کاروبار میں آمدنی ہوتی ہے۔ تو سمجھ لینا چاہیئے کہ سوسائٹی کی راہ بہت غلط ہے۔ ایک سب انسپکٹر کو ایک ٹیچر کے مقابلہ میں بہت زیادہ تنخواہ ملتی ہے۔ جو وزراء ٹیچروں کی گود میں پل کر اعلےٰ عہدوں پر فائز ہو گئے ہیں۔ انہیں ہزاروں روپے ماہانہ ملتے ہیں۔ لیکن ٹیچروں کو اتنی تنخواہ ملتی ہے کہ وہ اسکولوں میں دماغ کھپا کر بھی ٹیوشن کے لئے مارے مارے پھرتے ہیں۔ آج کل عام اسکولوں میں ٹیچر طلباء کو دل لگا کر نہیں پڑھاتے۔ وہ کوئی نہ کوئی مضمون بطور ٹیوشن مخصوص کر لیتے ہیں جسے وہ نصاب کا کوئی اہم مضمون اس لئے نہیں پڑھاتے کہ طلباء انہیں گھروں پر بلائیں اور ٹیوشن پر تعلیم حاصل کریں۔ غریب بچے جو ٹیوشن پر نہیں پڑھ سکتے وہ مضمون میں رہ جاتے ہیں۔ اور امتحان میں بھی ناکام رہتے ہیں۔ گزشتہ سال ایک اسکول میں طلباء کو سائنس کا مضمون نہیں پڑھایا گیا۔ جب ہیڈ ماسٹر سے شکایت کی گئی تو انہوں نے یہی کہا کہ گھر پر آؤ اور تعلیم حاصل کرو۔ بہت سے ٹیچر ملازمت کے دوران میں دوسری ملازمت حاصل کرنے کے لئے تیاری کرتے رہتے ہیں۔

ہمارے نزدیک سائنس دانوں، انجینئروں اور ٹیچروں کو اتنی ہی تنخواہ ملنی چاہیئے جتنی [illegible] ان سے کم تنخواہ دینے سے وہ بے عزت ہو جاتے ہیں کیونکہ

تحریک جدید دفتر دوم کا آخری سال

اور احباب جماعت کی خدمت میں ایک ضروری گذارش

احباب جماعت کو اس بات کا بخوبی علم ہے کہ تحریک جدید کا اجراء اللہ تعالیٰ کے منشاء کے ماتحت سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جن حالات میں کیا تھا۔ اور اس تحریک کے جو نتائج پیدا ہوئے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہو رہے ہیں۔ دوست دشمن اس کے معترف ہیں۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ہر دور کے دو حصے مقرر فرمائے ہیں۔ چنانچہ دفتر اوّل کے اُنیس سال ختم ہونے پر چندہ دہندگان کی یادگاری کتاب شائع ہو چکی ہے۔ اور اب دفتر دوم کا ۱۹واں سال رہا ہے۔ اور صرف چھ ماہ باقی رہ گئے ہیں۔ اس کے خاتمہ پر بھی انشاء اللہ تعالیٰ یادگاری کتاب شائع ہوگی۔

پس دفتر دوم کے مجاہدین سے گذارش ہے کہ وہ اپنے اپنے چندہ تحریک جدید کا جائزہ لیں اور جو کمی رہ گئی ہے اس کو پورا کرنے کی کوشش کریں اور وہ مخلصین جو کسی بھی درمیانی سال میں شامل ہوئے ہوں وہ گذشتہ سالوں کا چندہ اپنی حیثیت کے مطابق زیادہ سے زیادہ جس قدر ادا کر سکیں ۱۹ سال پورے کریں۔ اور جو مخلصین زیادہ چندہ نہیں دے سکتے وہ پہلے سال میں کم از کم -/۵ روپیہ سالانہ اور اس کے بعد ہر سال اس رقم پر اضافہ کے ساتھ ادائیگی کر سکتے ہیں۔

مجھے امید ہے کہ صدر صاحبان اور مبلغین کرام اور دوسرے متعلقہ عہدیداران جلد از جلد اس طرف توجہ فرما کر احباب کو ان کے فرائض کی طرف توجہ دلاتے رہیں گے۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کے ساتھ ہو۔

وکیل المال تحریک جدید قادیان

ولادت

مورخہ ۲/۶/۶۳ کو میرے چھوٹے لڑکے عزیزم سید انشاء اللہ کے ہاں پہلی بچی تولد ہوئی۔ احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ نومولودہ کو نیک صالح اور خادمہ دین بنائے اور صحت والی لمبی عمر عطا کرے۔ آمین۔

طالب دعا خاکسار سید محی الدین احمد احمدی از سونگھڑہ

وہ اپنے بہتر [illegible] سماج کی بے قدری کرتا ہے۔ ایک انجینئر اور ٹیچر کے مقابلہ میں تاجر کے وہ کون سے سرخاب کے پر لگے ہیں کہ اسے عزت اور روپے دونوں سے نوازا جاتا ہے۔ ڈاکٹر سیدین نے یہ بھی کہا کہ ان لوگوں کی عزت کی جاتی ہے جو دولت کے مالک ہیں یا سیاسی اثر و رسوخ رکھتے ہیں۔ لیکن ان لوگوں کی کوئی عزت نہیں جو لوگوں کی خدمت انجام دیتے ہیں۔ یہ وہ بات ہے جس پر ہمیں بہت کچھ کہنا چاہیئے۔ مگر مصلحت اسی میں ہے کہ ہم خاموش ہیں۔ (الجمعیۃ دہلی ۴/۶/۶۳)

خبریں

مالیگاؤں (گوہاٹی) آج یہاں وزیراعظم مسٹر نہرو، وزیر ریلوے سردار سورن سنگھ کے ہمراہ ایک خصوصی طیارے کے ذریعہ پہنچے۔ گوہاٹی یہاں سے شہر جاتے ہوئے وہ برہم پتر پر بنائے ہوئے پل کے معائنہ کے لئے کچھ دیر رک گئے۔ اس کا آج سہ پہر انہوں نے رسمی طور پر افتتاح کیا۔ اس موقع پر وزیراعظم کا شمال مشرقی سرحدی ریلوے کے چیف عہدے داروں اور اس پل کی تعمیر سے متعلق انجینئر اور ورکروں سے تعارف کرایا گیا۔

دس کروڑ ساٹھ لاکھ روپے کی لاگت سے بنائے گئے اس پل کے سبب اب سامان اور مسافروں کی کشتیوں کے ذریعے سے منتقل کی تکلیف نہیں رہی۔ اور آسام کے دو علاقے ایک دوسرے سے قریب ہو گئے ہیں۔ اس پر ڈالی ہوئی میٹر گیج کی پٹڑیوں کے سبب اب ملک کا انتہائی مشرقی حصہ بھی باقی سارے ملک سے جڑ گیا ہے۔ آسام بھر میں پھیلی ہوئی ۲۷۶۹ کلو میٹر کی میٹر گیج لائنوں کا حصہ بن گیا ہے۔

اس پل کی تعمیر کا فیصلہ ۱۹۵۸ء میں کیا گیا اور جنوری ۱۹۶۰ء میں خود وزیراعظم ہی نے اس کا سنگ بنیاد رکھا تھا۔ جدید ترین تکنیک سے بنایا ہوا یہ پل ہندوستان کے انجینئروں کا کام ہے۔

یہ پل ۴۰۰ ۳ فٹ لمبا ہے۔ پل کا افتتاح کرتے ہوئے مسٹر نہرو نے ایک مختصر تقریر اور چین کے چیلنج کے باعث چین کا سامنا ہے۔ ان کا تذکرہ کیا۔ اس سے قبل جب گوہاٹی پہنچے تو وزرا علے نے ان کا خیر مقدم کیا۔

واشنگٹن ۸ رجون۔ مرکزی وزیر خوراک مسٹر پاٹل اور امریکی وزیر خوراک مسٹر فری مین کے مذاکرات کے بعد مشترکہ اعلان جاری کیا گیا جس میں کہا گیا ہے کہ ہندوستان کی فوری ضرورتوں کے لئے امریکہ ہندوستان کو ڈیڑھ لاکھ ٹن چاول دے گا۔ یہ چاول فوری طور پر جہازوں میں لاد کر ہندوستان کو روانہ کر دیا جائے گا تا کہ چاول کی کمی سے وہاں جو صورت حال پیدا ہوئی ہے اس پر قابو پایا جا سکے۔ مسٹر پاٹل نے کہا کہ امریکہ ہندوستان کو جو غذائی امداد دے رہا ہے کہ اس کے لئے ہم شکر گزار ہیں ہمیں امید ہے کہ چار پانچ برس بعد امریکہ سے اتنے زیادہ اناج کی ضرورت نہیں رہے گی۔ ہم اپنی پیداوار اتنی بڑھا لیں گے کہ صرف دس لاکھ ٹن اناج کی ضرورت ہوا کرے گی۔ انھوں نے کہا کہ ہم ہندوستان میں ۲۰ لاکھ ٹن چاول کا ذخیرہ کرنا چاہتے ہیں۔ ہندوستان آج کل امریکہ سے اوسطاً ۴۰ لاکھ ٹن اناج سالانہ لیتا ہے۔

راولپنڈی ۸ رجون۔ باوثوق ذرائع کے حوالے سے ایسوسی ایٹڈ پریس نے لاہور سے ایک خبر دی ہے کہ پاکستان نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ وہ اپنی فوجی طاقت کو ہندوستان کے مقابلہ میں بڑھائے گا۔ اور گوریلا طریق جنگ سے اپنے آدمیوں کو ترتیب دلائے گا۔ مغربی پاکستان کے وسطی حصہ کا دورہ کرنے کے بعد صدر ایوب روز گذشتہ لاہور پہنچے۔ اور موصوف نے کئی میٹنگوں کو خطاب کرتے ہوئے کہا کہ میں ایک ایسی اسکیم پر بڑی سنجیدگی کے ساتھ غور کر رہا ہوں۔ جس کے تحت سرحدی علاقہ کے لوگوں کو گوریلا طریق جنگ سے روشناس کرایا جائے گا انہی ذرائع سے یہ بھی معلوم ہوا کہ صدر اور ان کے تمام فوجی سربراہ ہندوستان کی فوجی تیاریوں پر کڑی نگاہ رکھ رہے ہیں۔ اور اسی کے ساتھ ساتھ پاکستانی فوج کی صلاحیتوں کو بھی بڑھانے کے منصوبے بنا رہے ہیں۔

لندن ۸ رجون۔ امریکہ کے صدر مسٹر کینیڈی ۲۹ رجون سے مغربی یورپ کے ملکوں کے دورہ کے بعد لندن پہنچیں گے۔ اور وزیراعظم برطانیہ مسٹر میکملن سے باہمی دلچسپی کے مسائل پر بات چیت کریں گے۔

نئی دلی ۷ رجون (ہندوستان سماچار) ہندوستان کے دو اہم مقامات پر طاقتور راڈار اسٹیشن قائم کرنے کے لئے تعاون کی تجویز کو امریکہ نے قبول کر لیا ہے باخبر حلقوں سے معلوم ہوا ہے کہ دو سینٹر کلکتہ اور نئی دلی میں قائم کئے جائیں گے۔ اور ان میں راڈار سے متعلق جدید ترین آلات ہوں گے۔ ہندوستان ہوائی سرحد کی چین اور پاکستان کے جہازوں کی جانب سے خلاف ورزی اور چینی حملے سے پیدا شدہ حالات کی وجہ سے ایسے مرکزوں کی ضرورت محسوس کی جا رہی ہے۔ اس سلسلہ میں ابھی حال کے سفر امریکہ میں مسٹر ٹی ٹی کرشنماچاری نے امریکن سرکار سے بات کی تھی اور امریکن سرکار نے دو راڈار سینٹر قائم کرنے کا فیصلہ کر لیا ہے۔

جبل سنگ ۸ رجون۔ جول ہمل کے پاکستانی صدر چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب کل یہاں پہنچے۔ انہوں نے وزیر خارجہ مسٹر لیننگ سے ملاقات کی۔ کل وہ صدر مسٹر لیننگ سے ملاقات کریں گے۔ اس کے بعد وہ روس کے آٹھ دن کے دورہ پر ماسکو روانہ ہو جائیں گے۔

پشاور ۷ رجون۔ آج یہاں وزیر خارجہ مسٹر ذوالفقار علی بھٹو نے کہا کہ ابھی کابل میں کسی کو پاکستان کا سفیر نامزد نہیں کیا گیا ہے لیکن کسی ممتاز شخص کو اس عہدہ پر مامور کیا جائے گا۔ آپ نے دونوں ملکوں کے درمیان ایک سمجھوتہ کا تذکرہ کیا اور کہا کہ اب ہمارے درمیان کوئی جھگڑا نہیں ہے یہ بھی ممکن ہے کہ افغانستان نے تحریری طور پر اس بات کا وعدہ کیا ہے کہ پاکستان میں مامور افغان سفارتی نمائندے اپنے کام سے کام رکھیں گے۔

نیویارک ۸ رجون۔ ماسٹر پتی ڈاکٹر رادھا کرشنن آج صبح لاس اینجلز سے نیویارک پہنچ گئے۔ آپ یہاں دو دن ٹھہریں گے۔ آپ کو آج اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی کے سپیشل اجلاس سے خطاب کرنا تھا۔ نیویارک یونیورسٹی کی طرف سے آپ کو ڈاکٹر آف لاز کی آنریری ڈگری دی جائے گی۔ آج منگل وار کی شام کو نیویارک سے لندن روانہ ہوں گے۔

ڈیرہ دون ۱۰ رجون۔ یہ دہلی منتری پنڈت نہرو نے آج صبح ڈیرہ دون میں ایک پریس کانفرنس میں اعلان کیا کہ اب کچھ عرصہ تک کشمیر کے متعلق پاکستان کے ساتھ کوئی بات چیت نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ اسسبار ہے کہ حال ہی میں دونوں ملکوں میں جو بات چیت ہوئی تھی۔ اس کا کوئی نتیجہ نہیں نکلا۔

واشنگٹن ۱۰ رجون۔ صدر کینیڈی نے اعلان کیا ہے کہ امریکہ، برطانیہ اور روس کے مابین ایٹمی تجربات پر پابندی کا معاہدہ جلد از جلد کرنے کے لئے عنقریب بات شروع ہوگی۔ بات چیت کرنے کا فیصلہ مسٹر میکملن اور مسٹر خروشچیف کے مابین ہوا ہے۔ یہ معاہدہ ضروری یقین دہانیوں کے ساتھ طے پائے گا۔

ڈیرہ دون ۱۰ رجون۔ پردھان منتری پنڈت نہرو نے اعلان کیا ہے کہ بھارت کسی دوسرے ملک کا علاقہ حاصل کرنے کی خواہش نہیں رکھتا۔ لیکن وہ اپنی سرحدوں کو مضبوط رکھے گا۔ مسٹر نہرو نے کل رات یہاں ایک پبلک جلسہ میں تقریر کرتے ہوئے کہا کہ دنیا جانتی ہے کہ ہم امن پسند ہیں۔ اور پرامن ہم جوار کے اصول پر چلتے ہیں۔ لیکن ہمیں اپنی علاقائی یکجہتی کے لئے مستعد اور اقتصادی طور پر مضبوط رہنا پڑے گا۔ سرحد کے سوال پر جھگڑا بھارت اور چین دونوں کے لئے برا ہے۔ بھارت نے حصول آزادی کے بعد پانچ سالہ پلانوں کے ذریعہ عظیم ترقی کی ہے۔ ہماری صنعتی اور زراعتی پیداوار بڑھی ہے۔ لیکن یہ کام کافی نہیں ہے۔ ابھی بہت کچھ کرنا باقی ہے۔ ملک کی افرادی طاقت بہت زیادہ ہے اور پلانوں کے ذریعہ اسے استعمال میں لانا ہوگا۔ بھارت سماجی جمہوریت قائم کرنے کی کوشش کر رہا ہے جس میں امیر اور غریب کا فرق بہت کم رہ جائے۔ سماج وادی نظام میں ہر آدمی کو اقتصادی ترقی اور اس سے پیدا ہونے والی خوشحالی میں حصہ ملنا چاہئے۔ مہاتما گاندھی نے ہمیں یہی سبق دیا تھا۔

پنڈت نہرو نے کہا کہ بھارت کو آزادی ملنے کے بعد کئی دوسرے ملک بھی آزاد ہوئے ہیں۔ لیکن ان میں سے کئی ایک میں جمہوریت ناکام ثابت ہوئی ہے۔ وہاں کا نظم و نسق فوج نے سنبھال لیا ہے۔ بھارت میں جمہوریت کامیاب ہونے کی وجہ یہ ہے۔ کہ یہاں کے باشندوں نے جمہوری طرز حکومت کو قائم رکھنا سیکھا ہے۔ جمہوری میدان میں جادے۔ اب تک کے تجربات کے نتائج نہایت قابل تعریف ہیں۔

کراچی ۱۰ رجون۔ معلوم ہوا ہے کہ پاکستان کے کوہ پیماؤں کے کلب کی طرف سے عورتوں کی ایک مہم تیار کی جا رہی ہے جو ۱۵ رجون سے کالام کی وادی میں ٹرن کی چوٹی پر چڑھنا شروع کرے گی۔ چوٹی ۱۶ ہزار فٹ بلند ہے۔ عورتوں کی ٹیم اور ٹیموں کو بھی تربیت دی جائے گی۔

نئی دہلی ۱۰ رجون۔ معلوم ہوا ہے کہ راشٹرپتی ڈاکٹر رادھا کرشنن اس سال کے آخر میں روس اور یوگوسلاویہ کا دورہ کریں گے۔

درخواست دعا

جناب شیخ محمد یوسف صاحب امیر جماعت احمدیہ کوئٹہ کی والدہ صاحبہ بیمار ہیں اور سخت نحیف ہو گئی ہیں۔ ڈھائی ماہ پیشتر ان کے بازو میں چیچک نکلے جو بگڑ گئے ہیں۔ اور بازو میں شدید درد رہتا ہے۔ جس سے وہ سخت بے چین رہتی ہیں۔ درویشان اور احباب جماعت سے ان کی شفائے کامل و عاجل اور درازئ عمر کے لئے دعا کی درخواست کرتا ہوں۔

یہ بزرگ ہستی کوئٹہ کے مشہور و مخلص بزرگ حضرت شیخ کریم بخش صاحب مرحوم کی اہلیہ صاحبہ ہیں۔ اور سلسلہ کے لئے غیرت اور جوش رکھنے والے صالح بچوں کی ماں ہیں۔

نیز مکرم شیخ محمد حنیف صاحب آج کل ایک کام کے سلسلہ میں جیکب آباد کے زراعی سیکم میں ہیں جہاں شدت کی گرمی پڑ رہی ہے۔ اور جہاں میلوں تک کھارا پانی ہے ان کی صحت و عافیت اور کاروبار میں برکت کے لئے بھی دعا فرمائی جائے۔

خاکسار شیخ عبدالرحمن قائم مقام امیر جماعت احمدیہ کوئٹہ

۱۹۵۵ء کی ملاقات کے موقعہ پر جناب وزیر اعظم پنڈت جواہر لال نہرو نے جماعت احمدیہ کے مرکزی وفد کو یہ یقین دلایا تھا کہ موجودہ احمدیہ ایریا جس میں جماعت احمدیہ کے مقدس پیشوا اور ان کے خلفاءُ کے مکانات اور مساجد اور مقدس مقامات شامل ہیں۔ اس ایریا میں کسی غیر کو دخل اندازی کی اجازت نہیں دی جائیگی۔ بلکہ حسب سابق ہر حال میں یہ ایریا احمدیہ جماعت کے پاس ہی رہے گا اور ایریا میں جو بعض متروکہ مکانات ہیں۔ ان کی کم از کم ریزرو پرائس صدر انجمن احمدیہ سے چارج کر کے انجمن کو ان کے متعلق مستقل ملکیت کے حقوق دیدیئے جائینگے اور جناب مہر چند صاحب کھنہ وزیر بحالیات نے بھی ملاقات کے دوران اپنے محکمہ کے اس سٹینڈ کے متعلق پوری یقین دہانی کرائی تھی

چنانچہ جب عملی طور پر ایسے مکانات کی ریزرو پرائس لگائی گئی تو وہ ان مکانوں کی خستہ حالت کے مقابل پر بہت زیادہ رکھی گئی اور قادیان میں اسی قسم کے دیگر مکانات جو محکمہ بحالیات نے خود بذریعہ عام نیلامی فروخت کئے۔ ان کی قیمتوں سے ڈھائی گنا زیادہ مطالبہ کیا گیا۔

صدر انجمن احمدیہ قادیان کی طرف سے مرکزی وزارت بحالیات کو متعدد مرتبہ محضر نامے بھجوائے گئے اور توجہ دلائی گئی کہ انجمن کی واگذار شدہ جائدادیں چونکہ گذشتہ ۱۲½ سال حکومت کے ناجائز قبضہ میں رہی ہیں۔ اس لئے ایسی جائدادوں کی واجبی آمد اور کرایہ کی حساب فہمی صدر انجمن احمدیہ کے ساتھ کی جائے لیکن ابتک اس طرف کوئی توجہ نہیں دی گئی۔

اس کے مقابل پر جماعت احمدیہ کو پریشان کرنے کیلئے حال ہی میں یہ نوٹس دیا گیا ہے۔ کہ ایک ماہ کے اندر اندر حکومت کو (۷۶۴۷۹۰) سات لاکھ چونسٹھ ہزار سات سو نوے روپے جماعت کی طرف سے ادا کئے جائیں۔ بصورت دیگر احمدیہ ایریا کے مکانوں کو محکمہ بحالیات بذریعہ عام نیلام فروخت کردے گا۔ محکمہ بحالیات کا ہمارے مطالبہ کی طرف توجہ نہ دینا اور جناب وزیر اعظم ہندوستان کی ۱۹۵۵ء کی ملاقات و یقین دہانی کے باوجود ہمارے ایریا کے متروکہ مکانوں کی غیر معمولی طور پر زیادہ قیمت ڈالنا اور ۱۲½ سال کے کرایوں و آمدنیوں کا نہ دینا بلکہ پونے آٹھ لاکھ روپے کے قریب ایک ماہ کے اندر اندر ادائیگی کا نوٹس دینا عدل و انصاف کے سراسر خلاف ہے۔ اور یہ خبر جماعت احمدیہ ہندوستان کے ہر فرد کے لئے انتہائی غم اور پریشانی کا موجب بنی رہی ہے۔

لہذا جماعت احمدیہ قادیان کا یہ غیر معمولی اجلاس اس غیر منصفانہ اور یکطرفہ اور پریشان کن نوٹس پر جس سے جماعت احمدیہ کے مقدس مرکز قادیان کے احمدیہ ایریا کی سالمیت کو خطرہ لاحق ہوا ہے۔ اور اس مقدس جگہ میں رہنے والوں کے حقوق کو یکسر پامال کیا گیا ہے۔ اس پر انتہائی تشویش اور افسوس کا اظہار کرتی ہے۔ اور ذمہ وار ارکانِ حکومت سے پُرزور اپیل کرتی ہے کہ وہ اس غیر دانشمندانہ اور غیر منصفانہ فیصلہ پر نظر ثانی کا حکم صادر فرماتے ہوئے ایک پُرامن پابند قانون احمدیہ اقلیت کے حقوق کا تحفظ فرمائیں۔

ہم افراد جماعت احمدیہ قادیان خصوصیت کے ساتھ اپنے ملک کے راہنما جناب پنڈت جواہر لال نہرو وزیر اعظم ہندوستان کی وسعت نظر، سیکولر پالیسی اور ان کی دانشمندی سے پوری توقع رکھتے ہیں۔ کہ وہ مرکز قادیان کے متعلق وزارت بحالیات کے افسران کے غیر ہمدردانہ اور غیر منصفانہ فیصلہ کی اصلاح کرتے ہوئے اپنی سابقہ یقین دہانیوں کی عملی تکمیل فرما کر جماعت احمدیہ کی تکلیف کا فوری ازالہ فرمائیں گے

نیز

یہ بھی فیصلہ کیا جاتا ہے کہ اس ریزولیوشن کی نقول جناب پنڈت جواہر لال صاحب نہرو وزیر اعظم ہندوستان۔ جناب ڈاکٹر راجندر پرشاد صاحب پریذیڈنٹ آف انڈیا۔ جناب ڈاکٹر ذاکر حسین صاحب وائس پریذیڈنٹ آف انڈیا۔ جناب مہر چند صاحب کھنہ وزیر بحالیات مرکزی حکومت دہلی۔ جناب بخشی غلام محمد صاحب وزیر اعلیٰ کشمیر کو بھجواتے ہوئے درخواست کی جائے۔ کہ وہ ہمارے اس معاملہ میں جو تمام دنیا کے احمدیوں بالخصوص ہندوستان کے احمدی افراد کے لئے انتہائی تکلیف دہ اور دُکھ کا موجب ہے صحیح رنگ میں حل کر کے فرض شناسی کا ثبوت دیں گے۔ جس کے لئے جماعت احمدیہ ہندوستان کے افراد شکرگذار ہوں گے۔